یادیں

نبیلہ عزیز

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

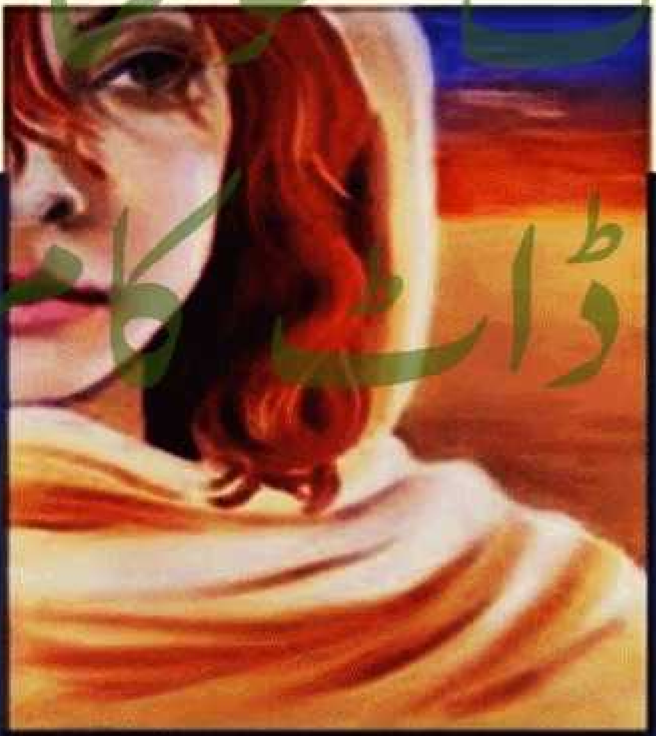

www.paksociety.com

www.Paksociety.com

یادیں

"یونیورسٹی آف گجرات۔" اپنی گاڑی سے اترتے ہی اس کی پہلی نظر یونیورسٹی کے گیٹ کے اوپر ٹک گئی تھی اور چند سیکنڈ گیٹ کا جائزہ لینے کے بعد اس کی نظر کا پیمانہ یونیورسٹی کا طول و عرض ناپنے میں لگ گیا تھا۔ حالانکہ یونیورسٹی کا وسیع و عریض احاطہ اس کی ایک نظر کے حصار میں سمٹنے والا ہرگز نہیں تھا وہ ایک ناممکن سی کوشش میں تھا اور اس کی یہ کوشش گاڑی میں بیٹھے اس کے دوست کو گاڑی سے اترنے پہ مجبور کر گئی تھی۔ وہ متوازن قدم اٹھاتا سید حا اس کے برابر آ کھڑا ہوا تھا۔

"جناب حسی صاحب! یہ گیٹ یو، او، جی کا گیٹ ہے، جنت یا جہنم کا نہیں، جہاں سے گزرنے کے لیے آپ اتنی سوچ بچار سے کام لے رہے ہیں۔" خاور نے یونیورسٹی آف گجرات کا مخفف استعمال کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کیا تھا۔ لیکن اس کے متوجہ کرنے کے باوجود وہ چونکا یا پھر گڑبڑایا نہیں تھا بلکہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے دوبارہ یونیورسٹی کے تاحد نظر پھیلے احاطے پہ اک طائرانہ سی نگاہ ڈال کر اپنے برابر کھڑے خاور کی سمت دیکھا تھا۔

"میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم لوگوں نے اس یونیورسٹی میں چار سال گزارنے ہیں اور چار سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا، ان چار سالوں میں کیا کچھ ہونے والا ہے؟ ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ نئی جگہ نئی روٹین، نئے تجربات، نئے دوست نئے دشمن سب کچھ نیا لیکن چار سال بعد یہی سب کچھ چار سال پرانا ہو چکا ہوگا۔ ہر نئی چیز پرانی میں بدل جائے گی۔" اس کی بات میں گہرائی تھی اور انداز حد سے زیادہ سنجیدہ تھا جس کو دیکھتے ہوئے خاور کو بھی سنجیدگی کے لبادے میں آتے ہوئے محض دو سیکنڈ لگے تھے۔

"ہاں یار یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو چار سالوں میں بہت کچھ بدل جاتا ہے، زندگی، ذہن، حالات، وقت اور انسان بھی......" خاور اگر سنجیدگی کے لبادے میں ہوتا تو اس جیسا فلاسفر کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"لیکن یار میں سوچتا ہوں کہ سب کچھ بدل جائے بس انسان نہ بدلے۔" ان دونوں کی سنجیدگی ہنوز تھی البتہ یہ اور بات تھی کہ ان کی سنجیدگی کا لبادہ اترنے میں بھی بس ایک لمحہ ہی لگتا تھا اور پھر اس سنجیدگی کا کہیں شائبہ تک نہیں ملتا تھا دیکھنے اور سننے والے ان کے اچانک رنگ بدلنے پہ ہکا بکا رہ جاتے تھے۔

"لیکن یار انسان بدل جاتا ہے پر شیطان نہیں بدلتا، شیطان چار سال بعد بھی شیطان ہی رہے گا، مجھے پکی امید ہے بلکہ کامل یقین ہے۔" خاور نے جتنے سکون اور اطمینان سے کہا تھا اس نے اتنے ہی خونخوار اور کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف رخ پھیرا تھا اور خاور اس کے ایسے خطرناک تیور بھانپتے ہوئے ایک ہی جست میں اس سے پانچ فٹ کے فاصلے پہ پہنچ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تم نے شیطان کس کو کہا؟" وہ ایک ایک قدم اٹھاتا خاور کی طرف بڑھا۔

"شیطان کو اور کس کو؟" اس نے کندھے اچکائے اور پیچھے کی طرف قدم اٹھاتا اس سے دور ہوتا گیا۔

"حالانکہ تمہاری اپنی حرکتیں شیطانوں جیسی ہیں۔" وہ چبا کے بولا۔

"ہر شیطان دوسرے کے بارے میں یہی سوچتا ہے۔" خاور نے اب بھی سکون سے جواب دیا تھا۔

"یعنی تم مان رہے ہو کہ تم اگر میرے بارے میں ایسا کہہ رہے ہو تو تم خود شیطان ہو اسی لیے ایسا سوچتے ہو۔" اس نے بدلا چکایا اور خاور اپنی ہی بات میں پھنس گیا لیکن ہمت نہیں ہاری تھی۔

"ہاں میں شیطانوں کی بات کر رہا تھا اپنی تو نہیں....."

"اچھا؟ تو پھر کون ہو تم؟" حسی نے اسے دلچسپ اور شریر نظروں سے دیکھ کر معنی خیزی سے پوچھا۔

"انسان....." خاور نے فخر سے کہا اور اس کی ہنسی چھوٹ گئی وہ قہقہے لگاتا ہنستا ہوا اپنے ہی ہاتھ پہ ہاتھ مارتا اس کا لفظ دہرا رہا تھا۔

"انسان.....واہ کیا کہنے ہیں اس انسان کے؟ جاؤ شاباش ذرا گاڑی کے مرر میں اپنی شکل تو دیکھ کر آؤ پھر آ کر بتاؤ کہ تم انسان کہاں سے لگتے ہو؟" اس نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا خاور ایسی عزت افزائی پہ کھسیا گیا تھا اور نہ جانے اور بھی کتنی عزت افزائی ہونا باقی تھی کہ اچانک حسی کے عقب سے کوئی نسوانی آواز ابھری۔

"سر! کیا میں یہاں گاڑی پارک کر سکتی ہوں؟" وہ حسی سے پوچھ رہی تھی اور حسی نے پہلے اس لڑکی کو دیکھا پھر گیٹ کے باہر والے روڈ کو اور پھر ایک نظر خاور کو دیکھا۔

"سوری میم! یہ میرا بیڈ روم ہے آپ یہاں گاڑی پارک نہیں کر سکتیں۔" اس نے انتہائی سنجیدگی سے کہتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی تھی اور اس کی بات پہ جہاں وہ لڑکی شپٹائی، وہیں خاور کا قہقہہ ابل پڑا وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی ہنسی کنٹرول نہیں کر پایا تھا کیونکہ وہ بات ہی اتنی سنجیدگی سے کر رہا تھا کہ ایک لمحے کے لیے واقعی ایسا لگا کہ وہ یونیورسٹی کا روڈ نہیں اس کا بیڈ روم ہو۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ لڑکی تھوڑا غصے سے بولی تھی۔

"یہ بدتمیزی نہیں میڈم یہ سڑک ہے، کیا آپ کو نظر نہیں آ رہی؟" اس نے اپنے سابقہ انداز سے کہا خاور ہنسی چھپانے کے لیے رخ موڑ گیا تھا۔

"مجھے تو نظر آ رہی ہے لیکن آپ کو نظر نہیں آ رہا کہ آپ کسی لڑکی سے بات کر رہے ہیں اور لڑکیوں سے کس طرح بات کرنی چاہیے؟" وہ لڑکی بھی غصے کی تیز لگتی تھی۔

"اوہ سوری مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ لڑکی ہیں، میں تو کچھ اور ہی سمجھا تھا۔"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔" وہ تیزی سے چبا کر بولی تھی۔

"دیکھیے مس آپ خواہ مخواہ اپنا ٹیمپر لوز کر رہی ہیں یہ ایک پبلک پلیس ہے یہاں کوئی بھی گاڑی پارک کر سکتا ہے، آپ جہاں چاہیں گاڑی

WWW.PAKSOCIETY.COM

پارک کریں، دوسروں سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے بھلا؟" خاور نے تیزی سے درمیان میں آتے ہوئے بیچ بچاؤ کروایا ورنہ آج پہلے ہی دن گیٹ پہ ہی پھڈا شروع ہو جاتا اور باقی کا پورا دن غصے اور بے زاری میں گزرتا لہٰذا اس نے اس لڑکی کو سمجھا بجھا کے اس کے رستے پہ بھیجا اور حسی صاحب کو ساتھ لے کر یونیورسٹی میں آ گیا جہاں آج اچھا کارش تھا کیونکہ آج ایڈمیشن کی لاسٹ ڈیٹ تھی اور ہر طرف اسٹوڈنٹس کی بھاگ دوڑ مچی ہوئی تھی البتہ وہ خود مطمئن تھے کیونکہ ایڈمیشن ہو چکے تھے۔

☆☆☆

"میرا نام رائمہ حیدر ہے۔ گجرات کی رہنے والی ہوں، میری فیملی پچھلے بیس سال سے انگلینڈ میں مقیم تھی لیکن بیس سال بعد میری مما کا دل اتنا اداس ہوا کہ پاپا سے کہہ کر وہ پاکستان شفٹ ہو گئیں، مما کے بغیر کہیں بھی رہنا ہمارے لیے ناممکن تھا سو مجبوراً ہمیں بھی انگلینڈ چھوڑنا پڑا۔ حال ہی میں پاکستان کو رونق بخشی ہے اسی لیے اپنی اسٹڈی کا سلسلہ بحال رکھنے کے لیے بھاگ دوڑ جاری ہے، اب دیکھیے کیا ہوتا ہے آگے؟" اس نے وہاں موجود لڑکیوں سے اپنا تعارف کروایا کیونکہ ایک دو...... نے اس سے نام بھی پوچھا تھا اور اس سے کئی اور سوال بھی کیے تھے اس لیے اس نے سب کو تسلی بخش جواب سے نوازا تھا تا کہ وہ لوگ دوبارہ کچھ نہ پوچھیں۔ لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی۔ سوال بھی کبھی ختم ہوتے ہیں بھلا؟ وہ بھی لڑکیوں کے......؟

"گجرات میں کہاں رہتی ہو؟" ایک اور سوال آیا۔

"ماڈل ٹاؤن۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

"کتنے بہن بھائی ہو؟" دوسرا سوال......

"دو بہنیں ایک بھائی۔"

"بہن بھائیوں میں بڑا کون ہے؟" تیسرے سوال میں بھی دیر نہ لگی۔

"بھائی بڑا ہے ہم دونوں چھوٹی ہیں۔"

"کیا کہیں انگیجڈ ہو؟" چوتھا سوال کھوجتا ہوا تھا۔

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی محبت وحبت کا چکر تو نہیں چل رہا؟" پانچویں سوال کی معنی خیزی اسے بری لگی۔

"مائنڈ یور لینگویج مس! میں کسی کا انٹا پرسنل ہونا پسند نہیں کرتی۔ میں اگر آپ کے سوالوں کے جواب دے رہی ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی لسٹ کراس کر جائیں۔" اس نے بالآخر ان لوگوں کے سوالوں کا منہ بند کر دیا تھا اور وہ سب چپ ہو کے بیٹھ گئی تھیں وہ جب سے پاکستان آئی تھی اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ یہاں کے لوگ ذرا ذرا سی بات کو بہت زیادہ کریدتے ہیں۔ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور اس کوشش میں اپنا ذہن بھی برباد کرتے ہیں اور وقت بھی۔ لیکن اپنی اس غلطی کو تسلیم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

"تو اس میں غلط کیا کہہ دیا ہے ہم نے؟ آج کل تو ہر دوسرے لڑکے لڑکی کا چکر چل رہا ہے۔ یہاں اتنا پارسا اور باکردار کون ہے بھلا؟" وہ

لڑکی جواباً طنزیہ نظروں سے دیکھ کر بولی تھی لیکن اس کی بات پر رائنہ کا خون کھول اٹھا تھا۔

''اس آج کل میں تو پھر آپ بھی شامل ہوتی ہیں؟ کیا آپ کے پارسا اور باکردار ہونے میں وہی شک ہے جو آپ کو دوسروں کے بارے میں ہے؟'' رائنہ کا جواب کرارا تھا، جس پر وہ لڑکی بلبلا اٹھی تھی اس نے کچھ کہنا چاہا مگر اس کی دوسری دوست نے اسے روک دیا تھا آج پہلا دن اور پہلی ملاقاتیں تھیں اس لیے سب ہی لڑائی جھگڑے سے پرہیز کر رہے تھے ایک دوسرے کے ''متھے'' نہیں لگنا چاہتے تھے۔ رفتہ رفتہ وہاں موجود تمام لڑکیاں اٹھ کر چلی گئیں۔ بس رائنہ اکیلی بیٹھی رہ گئی تھی۔

''ہائے! مجھ سے دوستی کریں گی؟'' اسے وہاں اکیلے بیٹھے ہوئے دس منٹ ہی گزرے تھے کہ اچانک اس کے قریب ایک انتہائی فریش آواز ابھری تھی۔ وہ لڑکی اس کی طرف ہاتھ بڑھائے کھڑی تھی۔

''السلام علیکم! آپ کون ہیں؟'' رائنہ نے اس لڑکی کو الجھن بھری نظروں سے دیکھا اور..... ''ہائے'' کی بجائے سلام کیا تھا۔

''اوہ وعلیکم السلام! میرا نام جوہر آرا ہے، سب گھر والے اور فرینڈز ''جوجو'' کہتے ہیں، آپ بھی مجھے جوجو کہہ سکتی ہیں کیونکہ آپ کی صورت میں مجھے اپنی مستقبل کی ایک بیسٹ فرینڈ نظر آ رہی ہے۔'' اس نے ابھی تک اپنا ہاتھ پیچھے نہیں کیا تھا اور رائنہ کو دلچسپ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟'' رائنہ کو حیرت ہوئی۔

''مطلب یہ کہ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں، میں تھوڑی دیر پہلے ان لڑکیوں کے ساتھ آپ کی ساری باتیں اور تعارف سن چکی ہوں، آپ مجھے کافی سمجھدار لگتی ہیں اسی لیے آپ سے فرینڈ شپ کرنا چاہ رہی ہوں۔'' اس لڑکی کی لاپروائی اور انداز ہنوز تھے رائنہ حیرانی سے دیکھے جا رہی تھی اور جو ذہن میں آیا وہ کہہ بھی دیا تھا۔

''سوری! لیکن آپ مجھے کہیں سے بھی سمجھدار نہیں لگ رہیں۔'' رائنہ کا اندازہ بجا تھا وہ لگ ہی ایسی رہی تھی۔

''یہ بھی آپ کی سمجھداری کا ثبوت ہے کہ آپ پہلی نظر میں ہی میری خصوصیت پہچان گئی ہیں، میں واقعی سمجھدار نہیں ہوں، لیکن مجھے ایک سمجھدار فرینڈ کی ضرورت ہے جو مجھے سمجھا سکے اور میرا اچھا برا سمجھ سکے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے لاپروائی سے کہا تھا اور رائنہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی بات پہ مسکرا اٹھی تھی اور پھر بے ساختہ اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔

''نائس ٹو میٹ یو۔'' رائنہ کو واقعی جوجو سے مل کر اچھا لگا تھا اور وہ بھی گجرات کی رہنے والی تھی۔

☆☆☆

''میرا نام حسن علی ہے، لاہور کا رہنے والا ہوں، میری فیملی ایک آزاد خیال فیملی ہے جب چاہو، جو چاہو کر سکتے ہو، کوئی رکاوٹ نہیں۔ مام ڈیڈ دونوں بہت نائس ہیں، خود بھی فٹ رہتے ہیں اور ہمیں بھی فٹ رکھتے ہیں۔ ہم لوگ ایک بہن اور دو بھائی ہیں۔ بھائی مجھ سے بڑا ہے۔ لمز یونیورسٹی میں پڑھتا ہے آج کل فائنل سمسٹر کی تیاریوں میں ہے اور ہائر اسٹڈی کے لیے امریکہ جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مام چاہتی تھیں کہ میں بھی لمز میں ہی ایڈمیشن لے لوں مگر میرے دو تین کلاس فیلوز نے یو۔ او۔ جی میں ایڈمیشن لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو مجھے بھی انٹرسٹ ہونے لگا، سو میں بھی یہیں

www.Paksociety.com

آ گیا۔اب دیکھو کہ آگے کیا ہوتا ہے؟" اس نے اپنے تازہ ترین دوستوں کو اپنے بارے میں ذرا تفصیل سے بتایا تھا۔

"یہاں آ کر کیسا لگ رہا ہے؟" سب سے پہلا سوال توصیف نے کیا تھا۔

"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"کیوں؟" ضیغم نے بے ساختہ پوچھا۔

"یار ابھی مجھے آئے ہوئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟"

"لیکن پھر بھی؟" توصیف نے اصرار کیا تھا۔

"شاید اچھا ہی لگ رہا ہے۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"ہاں یار ابھی تو تم نے صرف یونیورسٹی دیکھی ہے یونیورسٹی کے رنگ نہیں دیکھے۔" عباس کی زبان میں بھی کھلی ہوئی تھی۔ جس پہ حسن بے ساختہ معنی خیز قہقہہ لگا کے ہنسا تھا۔

"ہنس کیوں رہے ہو؟" ان لوگوں نے اسے گھور کے دیکھا تھا اور ان کے چہروں پر خفگی تھی کہ وہ بلاوجہ کیوں ہنس رہا ہے۔

"میں اس لیے ہنس رہا ہوں کہ یونیورسٹی نے بھی ابھی صرف مجھے دیکھا ہے، میرے رنگ نہیں دیکھے۔" وہ ان لوگوں کی بات سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"اپنے رنگوں کی نوعیت بتا سکتے ہو؟" ضیغم نے اسے جانچتی ہوئی نظر سے دیکھا۔

"چار دن صبر کرو، سب کچھ سامنے آ جائے گا، رنگ بھی اور رنگوں کی نوعیت بھی۔" حسن نے اس کا کندھا تھپک کر اسے تسلی دی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" چار دن صبر؟ ضیغم الجھتے ہوئے بولا۔

"ہاں چار دن صبر، پھر جیسے جیسے یونیورسٹی کے "رنگ" سامنے آئیں گے ویسے ویسے میرے بھی آ جائیں گے۔"

"اوہ تو تم ان رنگوں کی بات کر رہے ہو؟" توصیف سمجھ چکا تھا۔

"جی ہاں! میں انہی رنگوں کی بات کر رہا ہوں جن کے وجود سے کائنات میں رنگ ہیں۔" حسن کا لہجہ ذو معنی تھا۔

"اچھا! اچھا، تو تم میں یہ کوالٹی بھی پائی جاتی ہے؟" عباس حیرت سے بولا۔

"جناب! ہم میں ہر کوالٹی پائی جاتی ہے، آپ آزما کے دیکھیے۔" وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کے گردن جھکاتے ہوئے آداب بجالایا تھا۔

"ہوں! پھر تو خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" توصیف نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور وہ سب بیک وقت ہنس پڑے تھے ان کی شرارت اور کمینگی ان کی ہنسی سے ہی ظاہر ہو رہی تھی۔

"کیا پہلے بھی کسی کے ساتھ کوئی چکر چل رہا ہے؟" توصیف کو ایسی باتیں بہت اٹریکٹ کرتی تھیں۔

"یار چکر تو چل رہے ہیں لیکن میرا چکر ایسا ہوتا ہے کہ جو چلتا بھی نہیں مگر "چکرا" کے رکھ دیتا ہے۔" اس نے آنکھ دبائی اور وہ سب حیران ہوئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ کیسا چکر ہے بھلا؟"

"بس یار کہا جو ہے چار دن صبر کرو، سب سمجھ آ جائے گا۔" وہ توصیف کا گال تھپک کے اٹھ گیا تھا اور پھر رفتہ رفتہ سب دوست ذہنی ہم آہنگی کی بدولت ایک گروپ کی شکل اختیار کر گئے تھے اور اک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے ان کا گروپ ڈپارٹمنٹ کا نمایاں گروپ تھا۔

☆☆☆

"رائمہ! اٹھو ،ما بلا رہی ہیں۔" مائرہ دروازے پہ دستک دے کر اندر چلی آئی تھی۔

"رائمہ..... رائمہ اٹھ جاؤ پلیز صبح سے میں تمہیں کتنی آوازیں دے چکی ہوں۔" مائرہ نے کمبل میں دبکی رائمہ کے اوپر سے کمبل کھینچ لیا تھا۔

"پلیز مائرہ صرف دس منٹ اور..... پلیز بہت سخت نیند آ رہی ہے۔" اس نے بند آنکھوں کے ساتھ کمبل واپس لینا چاہا۔

"محترمہ! دس منٹ اور سوئیں تو آج یونیورسٹی نہیں پہنچ سکو گی۔" مائرہ گھور کے بولی تھی اور رائمہ نے بے زاری سے آنکھیں کھولتے ہوئے وال کلاک کی سمت دیکھا آٹھ بجنے میں دس منٹ باقی تھے اور ساڑھے آٹھ بجے اس نے کلاس میں پہنچنا تھا، ابھی شاور لینا تھا، کپڑے چینج کرنے تھے، ناشتا کرنا تھا اور یونیورسٹی بھی پہنچنا تھا اس کی جاگی سوئی آنکھیں یکدم پٹ سے کھل گئیں اور وہ لپک جھپک اٹھ کر واش روم میں گھس گئی تھی۔ مائرہ خفگی سے سر جھٹکتی ہوئی باہر آ گئی وہ آج کل ایگزام دے کر چھٹیوں کے لیے فارغ اور ریلیکس تھی۔

"اٹھ گئی رائمہ؟" ما نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"جی اٹھ گئی ہے واش روم میں ہے۔" مائرہ کرسی گھسیٹ کر ناشتے کے لیے بیٹھ گئی۔

"چلو تم ناشتا شروع کرو، جب تک وہ بھی آ جاتی ہے۔"

"میں ناشتہ شروع کر کے ختم بھی کر لوں وہ پھر بھی نہیں آئے گی۔" مائرہ کو اس کے بارے میں سب پتا تھا وہ اس کے مزاج کو سمجھتی تھی۔ اور واقعی جب مائرہ ناشتا ختم کر کے اٹھی تب وہ تیار ہو کر بیڈ روم سے باہر نکلی تھی۔

"او کے ما بائے۔" وہ قریب آتے ہی بولی۔

"لیکن بیٹا! تمہارا بریک فاسٹ؟"

"اٹس او کے میں کینٹین سے کچھ کھا لوں گی۔" وہ عجلت میں ہاتھ ہلاتی ما کا گال چوم کے باہر نکل گئی اور ما آوازیں دیتی رہ گئی تھیں۔

"میں نے کیا کہا تھا آپ سے؟" مائرہ مسکراتی ہوئی قریب آ گئی۔

"اب تمہارے جیسا تو کوئی نہیں ہر بات ماننے والا۔ ایک اچھا بچہ۔" ما نے مائرہ کے بال سہلائے اور مائرہ ہنس پڑی۔

"آپ بھی تو بہت اچھی ما ہیں۔" مائرہ نے ان کے گلے میں بازو ڈال دیے۔

"کیا ڈیڈا چھے نہیں ہیں؟" ان کے عقب سے آواز ابھری اور مائرہ یکدم پیچھے پلٹتے ہوئے ہنسی اور ان کے کندھے سے لگ گئی۔

"ڈیڈ تو سب سے اچھے ہیں۔"

www.Paksociety.com

''بس.....بس رہنے دو یہ منہ دیکھے کی محبت، اصل پیار تو تم لوگوں کو اپنی ماں سے ہے۔''

''ارے نہیں ڈیڈ آپ دونوں ہی ہمارے لیے ایک جیسے ہیں کسی ایک کو چننا بہت مشکل کام ہے۔'' مائرہ ان دونوں کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولی۔

''سائرہ کہاں ہے؟'' انہوں نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''یونیورسٹی۔''

''اتنی جلدی؟'' انہوں نے کلاک دیکھا۔

''جلدی نہیں بلکہ لیٹ۔ آج وہ اپنے ٹائم سے کافی لیٹ ہو گئی تھی اسی لیے بغیر ناشتا کیے ہی چلی گئی ہے۔'' مائرہ بھی ان کے برابر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی اور شائستہ بیگم اٹھ کر ملازمہ سے شوہر کے لیے ناشتا لگوانے لگیں۔ وہ دونوں باپ بیٹی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

☆☆☆

وہ صبح کافی جلدی اٹھ جاتا تھا کسی کو بھی اسے جگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی گھر میں اور نہ گھر سے باہر، رات کو چاہے وہ کتنا لیٹ سوتا لیکن صبح جلدی اٹھ جاتا تھا اور ہاسٹل، آ کر بھی اسکی یہی روٹین تھی، اس کی نیند صبح سویرے ہی رات کی سیاہی کے ساتھ رخصت ہو جاتی تھی اس نے بھی کسی کو اٹھانے کی زحمت نہیں دی تھی یہی وجہ تھی کہ جب سے وہ یہاں آیا تھا اپنے دوستوں سے بھی پہلے یونیورسٹی پہنچ جاتا تھا۔

''حسی.....حسی ارے یار سنو تو۔'' ضیغم اور ولید دونوں اسے پکارتے ہوئے قریب آئے تھے وہ لان میں بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا شاید۔

''کچھ سناؤ گے تو سنوں گا نا؟'' اس نے کتاب بند کرتے ہوئے ضیغم کو گھورا۔

''یار میں نے آج اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ایک بہت ہی خوب صورت لڑکی دیکھی ہے، وہ کلاس روم کی طرف جا رہی ہے چلو میرے ساتھ ہم بھی چلتے ہیں۔'' ضیغم نے بے قراری سے کہا تھا۔

''بس ایک خوبصورت لڑکی دیکھ لی اور لٹو ہو گئے؟'' حسی نے مذاق اڑایا۔

''تو اور کیا کروں؟'' ضیغم جھنجلایا۔

''پتا کرو پہلے کہ وہ کون ہے؟ نام کیا ہے؟ کس ڈیپارٹمنٹ سے ہے؟ سنگل ہے یا ڈبل؟ نرم ہے یا سخت یہ نہ ہو کہ تم اس کا سینڈل کھا کے ماتھے پہ گومڑ بنا کے آجاؤ۔'' حسی کی بات پہ ولید بھی ہنس پڑا تھا، ضیغم ایسے مذاق پہ ان دونوں کو گھورنے لگا۔

''جب تک میں یہ ساری معلومات اکٹھی کروں گا نا؟ تب تک اس حسینہ کو کوئی اور لے اڑے گا۔''

''تو یار تم اپنی سروس تیز کر دو نا۔''

''اسی لیے تو تمہارے پاس آیا تھا لیکن تم۔'' ضیغم خفا ہونے لگا۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے؟'' توصیف، عباس، ولید اور علی چاروں ہی وہیں چلے آئے تھے لان میں ان کا گروپ ایک ٹولے کی شکل میں بیٹھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

چکا تھا۔

''محترم ضیغم صاحب کو ابھی ابھی کھڑے کھڑے ایک لڑکی پسند آ گئی ہے۔'' حسی نے چھیڑنے والے انداز سے کہا۔

''ہیں واقعی؟'' توصیف کو اچنبھا ہوا۔

''کیوں تم اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟'' ضیغم نے توصیف کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

''کیا تم بھی لڑکیوں میں انٹرسٹ لیتے ہو؟'' توصیف کا سوال طنز لیے ہوئے تھا۔ ضیغم سلگ اٹھا۔

''کیوں کیا میں مرد نہیں ہوں؟''

''ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔'' توصیف بے نیازی سے بولا۔

''توصیف.....'' ضیغم یکدم اس پہ چڑھ دوڑا تھا۔

''آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا تیری یہ چپڑ چپڑ کرتی زبان توڑ کے چھوڑوں گا۔'' ضیغم نے توصیف کو دبوچ لیا تھا اور وہ اس کے گھونسے کھاتے ہوئے بھی ہنسے جا رہا تھا۔

''اوئے ولید روک اس چڑیل نما مرد کو.....'' توصیف نے بالآخر دہائی دے ڈالی تھی۔

''تجھے اس چڑیل سے اب اللہ ہی بچائے۔'' علی نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

''تو نے میری مردانگی پہ شک کیا ہے میں تجھے نہیں چھوڑوں گا تو نے میری غیرت کو للکارا ہے۔'' ضیغم ابھی تک توصیف کو دبوچے ہوئے تھا۔

''یار شک کب کیا ہے؟ میں نے تو پورے یقین کے ساتھ.....'' توصیف بولنے سے باز نہ آیا اور باقی سب ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

''تیرے یقین کی ایسی کی تیسی۔'' وہ دونوں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔

''ایکسکیوز می! کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ کینٹین کس طرف ہے؟'' نسوانی آواز پہ یہ دونوں ریشم کی گتھی کی طرح الجھے ہوئے یکدم سیدھے ہو گئے تھے البتہ حالت دونوں کی خراب تھی، حلیے بگڑے ہوئے تھے۔ ضیغم آنکھیں پھیلائے پٹ پٹ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا، یہی تو تھی وہ حسینہ!

''جی آیئے میں بھی کینٹین کی طرف ہی جا رہا ہوں۔'' حسی اپنی کتاب اور موبائل اٹھا کر بڑی سہولت سے اس لڑکی کے ساتھ چل دیا تھا۔

''حسی اتنا یاد رکھنا پہلے بات میں نے کی تھی۔'' ضیغم پیچھے سے چلایا۔ اور اسے باز رہنے کا اشارہ دیا، جس کو وہ ان سنی کر گیا تھا۔

''آپ گجرات کے رہنے والے ہیں؟''

''نہیں میں لاہور سے آیا ہوں۔''

''کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟''

''بس کچھ ہی عرصہ ہوا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

''ہاسٹل میں رہتے ہیں؟''

''ہوں! وہی ایک ٹھکانہ ہے۔''

''آپ ہمارے گھر آیئے گا نا؟'' اس لڑکی نے کھڑے کھڑے اسے دعوت دے ڈالی وہ اندر سے حیران ہوا تھا۔

''جی......؟''

''جی ہاں آپ یہاں مہمان ہیں اور واپس لاہور جا کر کیا سوچیں گے کہ گجرات میں کسی نے مہمان نوازی بھی نہیں کی۔'' وہ لڑکی کافی پراعتماد تھی وہ اس طرح بات کر رہی تھی جیسے پہلے سے آشنا ہو۔

''آپ کہاں رہتی ہیں؟'' وہ پوچھنے پہ مجبور ہو گیا تھا۔

''یہیں گجرات میں، دراصل میں مرغزار کالج میں پڑھتی تھی ابھی حال ہی میں کالج سے فارغ ہوئی ہوں، میں ایک سال ریسٹ کرنا چاہ رہی تھی لیکن ابو جی نے میرے انکار کے باوجود یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروا دیا ہے، آج یونیورسٹی پہلی بار آئی ہوں۔'' اس نے کافی تفصیل اور لاپروائی سے بتایا۔

''آپ کا نام؟'' بالآخر اسے پوچھنا ہی پڑا۔

''آمنہ۔'' اس لڑکی کی لاپروائی ہنوز تھی۔

''اور آپ کا؟'' جواباً وہ بھی پوچھ بیٹھی۔

''حسن علی۔'' وہ کافی سنجیدگی سے بولا۔

''کس ڈپارٹمنٹ سے ہیں؟'' وہ سوال کیے جا رہی تھی۔

''بی ایس آنرز، بی ایس آئی ٹی ڈپارٹمنٹ سے ہوں۔''

''ارے واہ! میں بھی اسی ڈپارٹمنٹ سے ہوں، آپ کا بھی یقیناً فرسٹ سمسٹر ہے اور میرا بھی، ہم لوگ تو پھر کلاس فیلو ہوئے نا؟'' وہ بے انتہا خوش ہوئی تھی اور حسی اسے آنکھیں پھیلائے دیکھ رہا تھا۔

''کلاس فیلو؟'' وہ سن کر خوش نہیں ہوا تھا بس نارمل ہی رہا البتہ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اس کی نیت اور سوچ صاف تھیں اسی لیے وہ اتنی مخلص اور لاپروا نظر آ رہی تھی اور پہلے روز یونیورسٹی آنے پر حسن کی صورت میں ایک مہذب سا دوست پا کر بہت خوش اور ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔

''بیٹھیے نا حسی صاحب! کیا لیں گے آپ؟'' اس نے کینٹین آتے ہی کہا یوں جیسے وہ واقعی اس کا مہمان ہو۔ پھر وہ گھنٹہ بھر اس کے پاس بیٹھی رہی اور جاتے جاتے دوستی کا رشتہ پکا کر کے گئی تھی اور اس کے جانے کے بعد حسی دونوں ہاتھوں میں سر تھام کے بیٹھ گیا تھا۔

''حسی! حسی یار کوئی بات بنی؟'' ضیغم بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا اور اس کے پیچھے باقی سب......!

''بات نہیں بنی بلکہ باتیں بنی ہیں باتیں۔'' وہ یکدم چلا کر بولا تھا۔

''ہیں کیا مطلب؟'' ضیغم نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ پورا ایک گھنٹہ میرا دماغ چاٹ کے گئی ہے لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہیں ہوا۔" حسی سچ مچ جھنجلایا ہوا تھا۔

"لیکن کیوں؟" ضیغم کو صدمہ ہوا۔

"ارے یار وہ حسینہ جس کو تو لڑکی سمجھ رہا تھا، وہ لڑکی نہیں ہے۔" حسی کوفت اور بے زاری سے بولا۔

"ہائے میں مرگیا، کیا ہے وہ؟" ضیغم نے سینے پہ ہاتھ مارا۔

"وہ درویش ہے درویش...... اس نے عام لڑکیوں کی طرح کچھ بھی نہیں چھپایا، سب کچھ بتا گئی ہے، اپنا نام، اپنا گھر، اپنا کالج، اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور مجھ سے دوستی کر کے مجھے اپنے گھر انوائٹ بھی کر گئی ہے وہ بھی پہلی ہی ملاقات میں...... کیا کبھی کسی لڑکی نے ایسا کیا ہے؟" حسی نے ضیغم سے پوچھا۔

"ہائے میں لٹ گیا، ہائے میں برباد ہو گیا، ہائے میں ایک درویش تے مرگیا؟" ضیغم کا ماتم جاری تھا۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ تو ڈوب کے مرجاتا۔" توصیف نے لقمہ دیا۔

"خود ڈوب کے مرایا نہ مرا لیکن تجھے مار دوں گا، آج تیری خیر نہیں ہے۔" ضیغم توصیف کے پیچھے لپکا اور وہ لوگ انہیں روکتے رہ گئے۔

باقی کا پورا دن "درویش" کے ذکر میں گزرا تھا۔

"بس یار ضیغم حوصلہ کر، تیری قسمت ہی ماڑی ہے۔" ولید نے اس کا کندھا تھپکا۔

"اللہ تجھے صبر جمیل عطا فرمائے۔" علی نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

"فکر نہ کرو اللہ اور دے دے گا یونیورسٹی بھری پڑی ہے بس اس...... کو اب اپنی بہن کا رتبہ دے دو۔" عباس بھی شامل ہوا۔ انہوں نے ضیغم کا ناک میں دم کر رکھا تھا اور وہ خون کے گھونٹ پیتا ان کے مذاق سنتا رہا۔ حسی تو اسے آنکھوں آنکھوں میں چھیڑ رہا تھا۔

☆☆☆

آج سنڈے تھا۔ وہ لوگ یونیورسٹی سے آف ہونے کی وجہ سے بہت ریلیکس فیل کر رہے تھے اور آج تو موسم بھی کافی عاشقانہ تھا ان سب لڑکوں نے مل کر کنارا ریسٹورنٹ پہ انجوائے منٹ کا پروگرام بنالیا تھا اور ان کے تیار ہوتے ہوتے موسم اچھا خاصا ابر آلود ہو چکا تھا جیسے ہی حسی تیار ہو کر ہاسٹل سے گاڑی لے کر نکلا اچانک دھواں دھار بارش شروع ہو گئی۔ دن میں بھی رات کا سا سماں بندھ گیا تھا سنسان روڈ اور بھی سنسان لگنے لگے تھے وہ جیسے ہی اس سنسان علاقے سے نکل کر آبادی میں داخل ہوا، کسی نے اسے ہاتھ ہلا کر رکنے کا کہا تھا پہلے تو اس کا دل چاہا کہ نظر انداز کر کے گزر جائے لیکن نہ جانے کیوں اسے کسی کی مجبوری کا خیال کر کے کچھ رحم آ گیا تھا اور گاڑی روک دی۔

وہ لڑکی بھیگتی ہوئی قریب آئی تھی اس نے گاڑی کا شیشہ فولڈ کر دیا تھا۔

"سر میری گاڑی خراب ہو گئی ہے، کیا آپ مجھے ماڈل ٹاؤن تک ڈراپ کر سکتے ہیں؟ وہ لڑکی بارش میں کھڑی مکمل طور پر بھیگ چکی تھی کچھ ہی دور سڑک کی سائیڈ پہ اس کی گاڑی بھی کھڑی تھی۔ حسی نے ایک نظر اس لڑکی کو سرتاپا دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر دوسری سائیڈ کا فرنٹ ڈور کھول دیا تھا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

وہ بھاگتی ہوئی دوسری سائیڈ پہ آئی اور اندر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی اس نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر دی البتہ گاڑی کی اسپیڈ خاصی کم تھی شاید وہ اس لڑکی کو سنبھل کر بیٹھنے کا موقع فراہم کر رہا تھا۔

"تھینک یو سو مچ سر آپ نے مجھے لفٹ دے دی ورنہ مجھے تو دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔" وہ اپنے چہرے سے بارش کا پانی پونچھتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں میڈم، گاڑیاں تو کافی گزر رہی ہیں۔" اس نے اس لڑکی کی بات کو جھٹلایا۔

"جی ہاں گاڑیاں گزر رہی ہیں مگر ویٹز اور بسز جبکہ میں اپنے ایسے حلیے میں کسی بس یا وین میں سوار ہو کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی تھی۔" وہ گلے میں جھولتا دوپٹہ اپنے اردگرد پھیلا چکی تھی۔

"تو پھر آپ نے مجھے کیوں روکا؟ متوجہ تو میں بھی ہو سکتا ہوں۔" اس نے گردن موڑ کر بغور اس لڑکی کو دیکھا۔

"میں جانتی ہوں آپ ایسے نہیں ہیں۔" اس کے لہجے میں یقین تھا۔

"آپ مجھے کیسے جانتی ہیں کہ میں ایسا نہیں ہوں؟" حسن کو حیرانی ہوئی۔

"آپ یو۔ او۔ جی میں پڑھتے ہیں اور میں نے آپ کو کئی بار آئی ٹی ڈپارٹمنٹ میں دیکھا ہے ابھی میں نے آپ کی گاڑی دیکھ کر ہی آپ سے لفٹ مانگی ہے ورنہ کوئی اور ہوتا تو شاید میں ایسا نہ کرتی۔" وہ لڑکی یقیناً سچ بول رہی تھی اس کا لہجہ مضبوط تھا۔

"اوہ......" اس نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے اوہ کو تھوڑا لمبا کھینچا تھا۔

"کافی سمجھدار لگتی ہیں۔" اس نے سراہا اور وہ یکدم کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"حالانکہ میرے سارے قریبی جاننے والے مجھے بے وقوف کہتے ہیں۔"

"غلط کہتے ہیں آپ بہت گہرائی سے سوچنے والوں میں سے ہیں اور ایسے لوگ بے وقوف نہیں ہوتے بس بے وقوفی کا ٹائٹل لگا لیتے ہیں خود پہ......" اس نے اپنا تجربہ بیان کیا۔

"بس جی میں کیا کہہ سکتی ہوں بھلا؟" وہ کندھے اچکا کر مسکرائی۔

"نام پوچھ سکتا ہوں؟" وہ دلچسپی سے بولا۔

"نام کے بعد آپ اور بھی بہت کچھ پوچھیں گے۔" وہ مسکراہٹ کے دوران بولی۔

"مثلاً؟" وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مثلاً میرے گھر کے بارے میں، میرے بہن بھائی، ماں باپ کے بارے میں، میرے ڈپارٹمنٹ کے بارے میں اور بھی بہت سی باتیں جو بات کو آگے بڑھانے کا سبب بن سکیں۔" وہ لڑکوں کی عادات پہ چوٹ کرتے ہوئے چھیڑ رہی تھی۔

"اگر میں بات بڑھانے کے لیے ایسا کر رہا ہوں تو میڈم میرے گلے پڑنے کے لیے آپ نے بھی تو ڈرامہ کیا ہے نا؟ اگر لڑکے ایسے کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتے ہیں تو لڑکیاں کون سا پیچھے ہیں؟" اس نے بھی پل میں حساب بے باق کر دیا تھا وہ ٹپٹا کے رہ گئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"جو تھوڑی دیر پہلے آپ کہہ رہی تھیں۔" وہ اطمینان سے بولا۔

"برا لگا آپ کو؟" وہ آہستگی سے بولی۔

"جیسے آپ کو لگا ہے۔" وہ بھی ادھار رکھنے والا نہیں تھا۔

"سوری۔"

"اٹس اوکے۔" وہ سر جھٹک کر گاڑی ماڈل ٹاؤن کی طرف موڑ چکا تھا۔

"میرا نام جوجو ہے۔" اپنے مطلوبہ ایڈریس پہ پہنچ کر گاڑی سے اترنے سے پہلے اس نے اپنا نام بتا دیا تھا۔

"مجھے حسی کہتے ہیں۔ پورا نام حسن علی۔" جوجو کی آنکھوں کا سوال پڑھ کر اسے بھی اپنا نام بتانا پڑا۔

"اوکے مسٹر حسی، میں آپ سے کل ملوں گی، اس وقت میں اپنی دوست کے گھر ملنے کے لیے آئی ہوں آپ سے تفصیل سے بات ہوگی، آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔" جوجو کہتے ہوئے گاڑی سے اتر گئی تھی نہ جانے کیوں حسی بے ساختہ مسکرا دیا تھا تب تک جوجو کی دوست رانیہ حیدر اپنے گھر کا گیٹ کھول چکی تھی اس کے ہاتھ میں چھتری تھی وہ کبھی جوجو کو اور کبھی گاڑی میں بیٹھے حسی کو دیکھ رہی تھی وہ رانیہ حیدر پہ سرسری سی نگاہ ڈال کر گاڑی آگے بڑھا لے گیا تھا۔ اسے پتا تھا اس کے دوست کنارا پہ اس کا انتظار کر رہے ہوں گے۔

☆☆☆

"ایک اور گرل فرینڈ؟" توصیف اسے شک بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہماری قسمت ہی کچھ ایسی ہے جناب لڑکیوں کا یہ آنا جانا تو بس لگا ہی رہتا ہے۔" وہ مشروب کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کافی شاہانہ انداز سے بولا تھا۔

"اور وہ پہلے والی فرینڈز کہاں گئیں؟" توصیف کو ہر طرف فکر لاحق تھی۔

"وہ بھی ساتھ ہیں۔"

"کیا تمہاری نئی فرینڈز کو پتا ہے کہ تم پہلے بھی کئی لڑکیوں سے.....؟" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"میں کسی سے کچھ نہیں چھپاتا سب صاف صاف بتا دیتا ہوں، جس نے دوستی کرنی ہے وہ کرے، جس نے نہیں کرنی وہ شرافت سے چلی گلی سے نکل جائے، بس بات ختم۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو، کوئی بھی لڑکی آنکھوں دیکھی مکھی کیسے نگل سکتی ہے؟" توصیف انکاری تھا۔

"یہ لو، یہ میرا موبائل ہے جتنے بھی لڑکیوں کے کانٹیکٹ ہیں ان پہ کال کر کے پوچھو کہ وہ میرے بارے میں کیا کچھ جانتی ہیں؟ پھر وہ تمہیں جواب دیں گی۔" اس نے اپنا موبائل توصیف کے ہاتھ پہ رکھ دیا تھا اور توصیف کی آنکھوں میں مزید حیرانی اتر آئی تھی۔

"تو پھر ہم کیوں ابھی تک سنگل، سنگل گھوم رہے ہیں؟ ہمیں کوئی کیوں نہیں ملی؟ حالانکہ ہمارا تو پہلے بھی کسی کے ساتھ کوئی چکر نہیں ہے؟"

"یہ تم لوگوں کی اپنی کمزوری ہے۔"

"کمزوری؟"

"ہاں یار! اپنی پرسنالٹی میں تھوڑا رعب پیدا کرو تھوڑی جان ڈالو اپنی شخصیت میں۔" اس نے مشورہ دیا۔

"سوری یار! ہم پاکستانی ہیرو جیسا رعب اور جان نہیں ڈال سکتے۔" اس نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔

"لیکن حسی جیسا تو ڈال سکتے ہو نا؟" اس نے ذومعنی سے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب اب تمہیں اسی وقت بتاؤں گا جب تمہارے ساتھ کسی لڑکی کی سیٹنگ کرواؤں گا۔" حسن نے اس سے وعدہ کیا تھا اور اس کا یہ وعدہ جھوٹا نہیں تھا اس کے توسط سے توصیف اور ضیغم کی بھی فرینڈ شپ ہو چکی تھی وہ اپنی اپنی فرینڈز کے ساتھ بہت خوش تھے اور خوش تو وہ خود بھی تھا اس کا زیادہ وقت جوجو کے ساتھ گزر رہا تھا آج کل!

☆☆☆

وہ کلاس اٹینڈ کر کے باہر نکلی تو پورے ایس بلاک پہ ایک متلاشی سی نگاہ دوڑائی تھی لیکن اتنے زیادہ چہروں میں سے اسے کہیں بھی جوجو کا چہرا نظر نہیں آیا تھا حالانکہ صبح اس نے جوجو کو یونیورسٹی کے گیٹ پہ دیکھا تھا لیکن یونیورسٹی آنے کے باوجود اس نے لگاتار تین لیکچرز مس کیے تھے اور اس کا

دور دور تک کوئی اتا پتا نہیں تھا اور یہی بات رائمہ کے لیے فکر اور تشویش کا باعث بن رہی تھی وہ چند سیکنڈ کچھ سوچنے کے بعد اسے ڈھونڈنے کے لیے نکل آئی۔ اس کا رخ اے بلاک کی طرف تھا۔

''ہائے رائمہ کدھر جا رہی ہو؟'' راستے میں اسے فرح مل گئی۔

''اے بلاک۔'' اس نے مختصراً کہا۔

''آج تمہیں اے بلاک کی طرف جانے کی فرصت کیسے مل گئی؟ حالانکہ یو۔ او۔ جی کا سب سے پر رونق بلاک وہی ہے پھر بھی تم وہاں ذرا کم ہی جاتی ہو۔'' فرح نے حیرانی سے کہا۔

''میں یہاں پڑھنے کے لیے آتی ہوں، رونق انجوائے کرنے نہیں۔'' رائمہ کے جواب بھی ایسے ہی ہوتے تھے دو ٹوک طنزیہ اور تمسخرانہ۔

''ارے یار رائمہ ایک تو تم بھی عجیب سی چیز ہو، ہر بات کا غلط اور برا مطلب نکالتی ہو۔''

''اپنی وے تم مطلب کو چھوڑو تم یہ بتاؤ تم نے جوجو کو کہیں دیکھا ہے۔'' رائمہ ابھی بھی آگے پیچھے جوجو کی تلاش میں دیکھ رہی تھی۔

''دیکھا تو نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اے بلاک میں ہوگی۔ میں نے صبح اسے آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کے حسن کے ساتھ دیکھا تھا۔'' فرح نے اندازاً کہا تھا۔

''حسن؟'' رائمہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

''ارے وہی جس کے ساتھ جوجو کی نئی نئی فرینڈشپ ہوئی ہے جس کا نک نیم حسی ہے چھ لڑکوں کے گروپ کے ساتھ ہوتا ہے وہ۔'' فرح نے اس کی نشانی بتائی۔

''او اچھا۔'' رائمہ یاد آنے پہ او اچھا کو خاصا لمبا کھینچ کے بولی تھی۔ اس کی آنکھوں میں چند روز پہلے کا منظر گھوم گیا تھا جب تیز بارش میں جوجو، حسی کے ساتھ اس کی گاڑی میں رائمہ کے گھر ملنے کے لیے آئی تھی۔

''او کے یار میں چلتی ہوں، میں نے لائبریری جانا ہے پھر ملاقات ہوگی۔'' فرح ہاتھ ہلا کر آگے بڑھ گئی اور رائمہ جوجو کو ڈھونڈتی کینٹین کی طرف آ گئی اور کینٹین آکر اسے زیادہ ڈھونڈنا نہیں پڑا تھا۔ ان چھ لڑکوں کا گروپ سامنے ہی براجمان تھا اور چھ لڑکوں کے ساتھ شاید چھ ہی لڑکیاں بھی تھیں جن میں جوجو بھی شامل تھی۔

''رائمہ......!'' جوجو اسے دیکھتے ہی یکدم کھڑی ہو گئی تھی۔

''میں تمہاری طرف آئی ہوں۔'' رائمہ نے سب کو متوجہ ہوتا دیکھ کر جوجو سے کہا۔

''ہاں یار، آؤ نا بیٹھو یہاں۔'' جوجو نے اپنی جگہ پہ اسے بیٹھنے کا کہا۔

''بیٹھنے کے لیے نہیں آئی۔'' رائمہ سب کو نظر انداز کرتی ہوئی صرف جوجو کی طرف متوجہ تھی۔

''او سوری یار آج ہم سب فرینڈز کی ایک مشترکہ فرینڈشپ پارٹی تھی اس لیے میں کلاس اٹینڈ نہیں کر سکی اور تمہیں بتانا بھی یاد نہیں رہا، آؤ

نا ان سب سے ملو۔" جوجو نے سب کی طرف اشارہ کیا۔ حسیم علی، توصیف، عباس، ولید اور حسی بھی اسے ہی دیکھ رہے تھے پاس ہی آمنہ، انعم، ڈکیہ، بنگی وغیرہ بھی بیٹھی ہوئیں تھیں رائمہ نے ان سب پہ ایک سرسری اور طائرانہ سی نگاہ دوڑائی تھی۔

"تم اپنی فرینڈ شپ پارٹی سے کب فارغ ہوگی؟" وہ جوجو کی بات نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

"بس تھوڑی دیر تک ہم لوگ اٹھ ہی رہے ہیں۔" جوجو نے ایک نظر حسی کو دیکھا وہ رائمہ کے تپے تپے چہرے کو دیکھ رہا تھا یہ وہی لڑکی تھی جس کے ساتھ یونیورسٹی کے پہلے روز گیٹ پہ ٹکرا ہوا تھا اور بیٹا کرا شاید اس لڑکی کو بھی یاد تھا جبھی اس نے حسی پہ ایک نظر ڈالی بھی تو ناگوار نظر ڈالی تھی۔

"حسی میں چلتی ہوں کل ملاقات ہوگی۔" جوجو اپنا بیگ اٹھانے کی غرض سے جھکی۔

"بیٹھی رہو، ابھی ہماری پارٹی ختم نہیں ہوئی، تم فرینڈ شپ پارٹی ادھوری چھوڑ کر جاؤ گی تو فرینڈ شپ بھی ادھوری ہی رہ جائے گی۔" حسی نے نپے تلے لہجے میں کہہ کر جوجو کے قدم روک دیے تھے اس کے دوستوں نے بھی چونک کر دیکھا تھا۔

"لیکن حسی مجھے کافی دیر ہو چکی ہے، اب چلنا چاہیے۔" جوجو، رائمہ اور حسی کے درمیان جیسے کھڑی تھی۔

"دوستی میں دیر بھی ہوتی ہے اور سویر بھی، دوستی کچھ بھی نہیں دیکھتی میڈم جوہر آرا۔" حسی کا لہجہ سخت تھا۔ وہ اس وقت جوجو کے جانے کے حق میں نہیں تھا۔

"لیکن حسی۔" جوجو نے کچھ کہنا چاہا۔

"میں تمہیں روک نہیں رہا، بس بتا رہا ہوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔" حسی لاپروائی سے بولا۔ جوجو چپ ہوگئی اور پھر انکار کرنے کی غرض سے شرمندہ سی رائمہ کی طرف پلٹی لیکن جیسے ہی سر اٹھا کر دیکھا وہ حیران رہ گئی رائمہ وہاں نہیں تھی جوجو نے ٹھٹک کر دائیں بائیں دیکھا اور پھر کینٹین سے باہر جھانکا رائمہ واپس جا رہی تھی نہ جانے کیوں رائمہ نے اسے شرمندگی سے بچا لیا تھا اور اپنی بات کا بھرم بھی رکھ لیا تھا اس سے پہلے کہ جوجو انکار کرتی وہ خود ہی واپس مڑ گئی تھی۔ لیکن جوجو کو اب بھی افسوس ہو رہا تھا البتہ حسی بہت خوش تھا کہ اس وقت جوجو نے اس کا انتخاب کیا تھا۔

☆☆☆

شام پانچ بجے کا وقت تھا وہ شاور لے کر نکلی تو نظر ٹیرس کی سمت اٹھ گئی موسم کی خوشگواریت وہ ایک نظر میں بھانپ گئی تھی۔ بالوں کو تولیے سے خشک کر کے اچھی طرح ہیئر برش سے سنوار کر چہرے پہ آئے بالوں کو بینڈ سے پیچھے ہٹاتے ہوئے وہ ٹیرس پہ چلی آئی۔ ٹھنڈی میٹھی ہوا اس کا استقبال کرتی گزر گئی اور ہوا کا لمس اپنے چہرے پہ محسوس کر کے وہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے جناب؟" مائرہ دبے قدموں اس کے پیچھے ٹیرس پہ ہی چلی آئی تھی۔

"موسم انجوائے......" اس نے مسحور کن لہجے میں کہا۔

"اکیلے اکیلے؟" مائرہ نے چھیڑا۔

"اکیلے ہیں تو اکیلے ہی انجوائے کریں گے نا؟ اب آپ کی طرح تو نہیں کہ جب منگیتر کی یاد آتی ہے وہ فون پہ آپ کی تنہائیاں بانٹنے چلا

آتا ہے۔" مائرہ انگیجڈ تھی اس کی منگنی اپنی خالہ کے بیٹے سے ہوئی تھی وہ کینیڈا میں ہوتا تھا اور ان لوگوں کی اکثر فون پہ بات چیت ہوتی رہتی تھی۔

"تو کیا خیال ہے تمہاری تنہائیاں بانٹنے کے لیے بھی کچھ بندوبست کریں؟" مائرہ نے دوستی انداز میں کہا تھا۔

"ارے توبہ توبہ۔ اللہ کا خوف کریں مائرہ آپی، میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔" اس نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"کیوں بھئی؟ کیوں نہیں سوچ سکتیں؟" مائرہ نے تعجب سے پوچھا۔

"ارے بھئی ابھی تو میری اسٹڈی کمپلیٹ ہونے میں بھی تقریباً تین سال باقی ہیں اور انشاء اللہ تین سال بعد بھی میرا شادی وادی کا کوئی پروگرام نہیں ہے میں اسٹڈی کے بعد جاب کو ترجیح دوں گی۔" رائمہ نے تختی سے کہا۔

"چلو دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے، تمہاری مرضی چلتی ہے یا پھر مما کی؟" مائرہ نے کندھے اچکائے۔

"بس آپ کی شادی ہو جائے ہمارے لیے یہی سب سے بڑی خوشی کی بات ہے۔" رائمہ نے مائرہ کو چھیڑنے والے انداز میں کہا تھا۔

"کیوں کیا میں ہی قربانی کا بکرا ہوں، نہ تم شادی کے لیے تیار ہو اور نہ ہی وہ اریب صاحب۔" مائرہ نے رائمہ اور اپنے بھائی کا نام لیا۔

"بس ہم نے اپنی فیملی فی الحال تمہارے ذریعے ہی بڑھانی ہے۔" رائمہ نے مسکراہٹ روک رکھی تھی۔

"ماشاءاللہ کیا خیالات ہیں محترمہ کے۔ منہ دھو رکھو، یہ نہ ہو کہ میں مما سے کہہ دوں کہ میں تب ہی شادی کروں گی جب...... رائمہ کی ہوگی۔"

"اف خدایا! ایسا ظلم کبھی مت کرنا۔" رائمہ نے خوف سے دہل کر کہا اور مائرہ ہنس پڑی تھی۔ یوں ہی ہنستے ہنستے ان کی نظر گیٹ پہ گئی چوکیدار نے گیٹ کھولا اور جوجو کی گاڑی اندر آ کر رکی۔ رائمہ کی ہنسی کو بریک لگ گئے تھے اس کے چہرے پہ سنجیدگی چھا گئی تھی۔

"السلام علیکم۔" جوجو ان کو دیکھ کر ٹیرس پہ آ گئی۔

"وعلیکم السلام۔" مائرہ نے جواب دیا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟"

"فائن! تم سناؤ؟" مائرہ نے بھی جواباً پوچھ لیا۔

"ویری فائن۔" جوجو نے بشاشت سے کہا۔

"اوکے تم لوگ باتیں کرو، میں چائے بھجواتی ہوں۔" مائرہ ان دونوں کے کندھے تھپک کر چلی گئی۔ اب وہ دونوں ٹیرس پہ تنہا تھیں۔

شام کا سانولا پن سیاہی میں بدل رہا تھا اور ہوا میں رچی خنکی میں اضافہ ہو رہا تھا لیکن اس خنکی کے باوجود رائمہ کو یہ موسم بہت بھلا لگ رہا تھا ہوا کے دھیمے لمس میں ایک سرور تھا جو وہ دل و جان سے محسوس کر رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں رائمہ تم مجھ سے ناراض ہو۔" جوجو نے آہستگی سے کہنا شروع کیا۔

"غلط فہمی ہے تمہاری۔" وہ لاپروائی سے بولی۔

"کیا مطلب؟" جوجو کو سمجھ نہ آئی۔

"میں ناراض نہیں ہوں کیونکہ ناراض ہونے کے لیے کوئی رشتہ چاہیے جو میرے اور تمہارے درمیان نہیں ہے۔"

"رائنہ....!" جوجو کے انداز میں احتجاج تھا۔

"یہ بات تم نے ہی مجھے باور کروائی ہے۔"

"پلیز رائنہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے، میں اس وقت واقعی کشمکش میں تھی۔"

"ہونہہ سچے دوست، دوستوں کے لیے کشمکش میں نہیں پڑتے بلکہ کھڑے کھڑے فیصلے کر لیتے ہیں اور اس وقت تم سے انتخاب کرنا مشکل ہو گیا تھا کہ تم کس کی بات مانو، میری یا اس حسی کی..... دیکھو جوجو پوری یونیورسٹی میں تمہارے سوا میرا کوئی دوست نہیں ہے اور اگر تم ہی نئی دوستوں کے چکروں میں پڑ کر ایسا کرو گی تو تم جان سکتی ہو کہ میں کیا سوچنے پہ مجبور ہو جاؤں گی۔" رائنہ لفظ چبا چبا کر کہتی ہوئی اس کی طرف مڑی، جوجو چپ کھڑی تھی کیونکہ وہ غلط تھی۔

"ایم سوری۔" وہ مدھم آواز میں بولی۔

"اتنے لوگوں میں مجھ سے نظر چرا لینا اور تنہائی میں سوری کر لینا میرے لیے کسی انسلٹ سے کم نہیں ہے۔"

"پلیز رائنہ ایم رئیلی سوری۔" جوجو ہنوز سوری کیے جا رہی تھی۔

"جوجو تم نہیں جانتیں کہ تم خسارے کی طرف جا رہی ہو، وہ تمہیں پاگل بنا رہا ہے، فلرٹ کر رہا ہے تمہارے ساتھ۔" رائنہ کہنے سے باز نہیں آئی تھی۔

"وہ جو بھی کر رہا ہے مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔" جوجو کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا رائنہ ٹھٹک گئی اس نے چونک کر جوجو کا چہرا دیکھا۔ یعنی وہی کچھ ہو رہا تھا جو رائنہ پہلے سے سوچ رہی تھی۔ جوجو کے چہرے پہ بکھرے رنگ قوس وقزح کے رنگوں سے زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

☆☆☆

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا گود میں لیپ ٹاپ رکھے کسی کے ساتھ چیٹنگ میں مصروف تھا۔ جب اس کے موبائل پہ وائبریشن ہوئی تھی اس کا موبائل ہمیشہ وائبریشن پر رہتا تھا اسے رنگ ٹون سے خاصی چڑ ہوتی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ پر رکھا موبائل اٹھا کر دیکھا کسی ان نون نمبر سے میسج تھے جن میں پوئٹری تحریر تھی اس نے بنا پڑھے موبائل سائیڈ پہ ڈال دیا۔ اس کی انگلیاں دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی کیز پہ حرکت کرنے لگی تھیں اور ابھی چند سیکنڈز ہی گزرے تھے کہ موبائل پہ لگاتار وائبریشن ہونے لگی اس نے دوبارہ موبائل اٹھا کر اسکرین دیکھی اسی انجان نمبر سے کال آ رہی تھی مجبوراً اس نے کال ریسیو کر لی۔

"ہیلو....." اس نے مصروف سی آواز سے کہا۔

"السلام علیکم۔" دوسری طرف سے خوب صورت سی آواز تھی۔

"وعلیکم السلام، آپ کون؟" وہ ایک لمحہ کے لیے لیپ ٹاپ سے اپنا ہاتھ ہٹا چکا تھا۔

"میں انیلا بات کر رہی ہوں، کیا حسن سے بات ہو سکتی ہے؟" وہ بہت نرم لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"جی بول رہا ہوں، آپ کا تعارف؟" وہ کافی سنجیدہ تھا۔

"میں یو۔او۔جی میں پڑھتی ہوں، آپ کو وہیں دیکھا تھا۔" اس نے تعارف کا پہلا سرا اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"اچھا......اچھا......" وہ سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟"

"بس لگن سچی تھی مل گیا۔" وہ فرینک انداز سے بولی۔

"پھر بھی؟"

"آپ کے دوست ولید اور علی سے لیا ہے۔" وہ اس کے اصرار سے مجبور ہو گئی تھی۔

"اوہ تو یہ نیک کام انہوں نے کیا ہے۔"

"کیوں آپ کو برا لگا؟"

"لگنا بھی چاہیے۔" وہ لاپرواہ تھا۔

"میں آپ سے فرینڈ شپ کرنا چاہتی ہوں۔" لڑکی خاصی عجلت پسند تھی حسن بے ساختہ مسکرایا۔

"میرے بارے میں جانے بغیر؟" وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" انیلا چونکی۔

"مطلب یہ کہ میرے بارے میں جاننے کے بعد آپ اپنا دوستی کے لیے بڑھایا جانے والا ہاتھ واپس کھینچ لیں گی۔" وہ دوبارہ سے لیپ ٹاپ کی کیز پریس کرنے لگا تھا اور بائیں ہاتھ سے فون کال سن رہا تھا۔

"میں فیصلہ ایک بار کرتی ہوں اور ہمیشہ کے لیے کرتی ہوں ہاتھ پیچھے ہٹانا یا قدم پیچھے ہٹانا میرا شیوہ نہیں ہے۔" وہ مضبوط لہجے میں بولی، حسن واقعی متاثر ہوا تھا لڑکی خاصی دل گردے والی تھی۔

"دیکھیے۔ مس انیلا! میں بہت اچھا انسان نہیں ہوں لیکن میں بہت برا انسان بھی نہیں ہوں، میں ہر اچھے انسان کے ساتھ اچھا اور ہر برے انسان کے ساتھ برا ہوں البتہ ہر چیز سے قطع نظر میں دوستوں کی بہت قدر کرتا ہوں، میرے دوست میرے لیے بہت اہم ہیں لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی۔ ہنسی مذاق سے ہٹ کے میں اپنے دوست کی بہت عزت بھی کرتا ہوں اور میں اپنے ہر دوست کو بتاتا ہوں کہ زندگی میں، میں ان کو پیار، عزت اور قدر کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتا اور نہ ہی وہ مجھ سے کچھ اور کی ڈیمانڈ کریں۔" حسن بات کرتے کرتے ذرا توقف کے لیے ٹھہرا۔

"یہ ساری بات آپ کو بتانے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اگر مجھ سے فرینڈ شپ کرنے کے بعد عام لڑکیوں کی طرح محبت وجت یا شادی وادی کی کوئی خواہش پالیں گی یا پھر مجھ سے ایسی کوئی امید رکھیں گی تو آپ کا یہ ارادہ سراسر بے کار ہوگا، میں نے اگر زندگی میں محبت کی بھی تو

www.Paksociety.com

انشاء اللہ اپنی بیوی سے ہی کروں گا، میری محبت کی حق دار وہی لڑکی ہو گی جو میری بیوی بن کر میری زندگی میں آئے گی البتہ میری تمام فی میل فرینڈز میرے لیے خاص اور بہت اہم ہیں ان کے لیے دل و جان سے حاضر ہوں بس وہ دوستی کے بعد کسی اور جذبے کا تقاضا نہ کریں۔" وہ بات پہلے سے کلیئر کر دینے کا عادی تھا اس نے آج تک کسی بھی لڑکی سے یہ بات کلیئر کیے بغیر دوستی نہیں کی تھی وہ پہلے ہی روز سب کچھ ان پہ واضح کر دیتا تھا جو جو وغیرہ کے ساتھ بھی اس نے ایسا ہی کیا تھا اور اب انیلا کے ساتھ...... وہ اس کی بات سننے کے بعد خاموش ہو چکی تھی وہ بھی اس کی خاموشی نوٹ کر چکا تھا۔

"فون آن رکھوں یا بند کر دوں؟" حسی کا لہجہ سنجیدہ اور نپا تلا سا تھا۔ دوسری طرف سے گہری سانس لینے کی آواز سنائی دی تھی۔

"آن رکھیں۔" گویا وہ فیصلہ کر چکی۔

"گڈ! آپ نے میری بات کو بڑی جلدی سمجھ لیا ہے۔ آئی لائیک دیٹ۔" وہ ہلکے سے مسکرایا۔

"تھینکس! میں اگر بات سمجھ لیتی ہوں تو اپنی بات سمجھا بھی لیتی ہوں۔ بہرحال آپ سے بات کر کے اور آپ کے آدرش جان کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔" وہ توصیفی کلمات ادا کرنے لگی۔

"مجھے بھی آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگ رہا ہے۔" جواباً وہ بھی بول پڑا۔

☆☆☆

"اوئے یار سن تو سہی۔" توصیف دور سے ہی کچھ ہائے وائے کرتا آ رہا تھا۔

"ضیغم کے بچے بہرے ہو گئے ہو کیا؟" توصیف چبا کر بولا۔

"آہستہ بولو، میرے بچے ابھی سو رہے ہیں اپنی بھونڈی آواز سے انہیں جگانے کی کوشش مت کرو۔ ورنہ اگر وہ جاگ گئے تو مصری کی طرح حشر اٹھا دیں گے، نگل جائیں گے تم کو۔" ضیغم نے اسے ڈرانے کے لیے کہا۔

"بھاڑ میں گئے تم اور تمہارے بچے، تمہیں تو کوئی بات بتانا ہی فضول ہے۔" توصیف ناگواری سے بولا۔

"ہاں سنا میری بچوی (بچی) ایسی کیا بات ہے جو تیرے پیٹ میں ٹھہر ہی نہیں رہی؟" ضیغم نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے گویا احسان کیا تھا۔

"اوئے منحوس تو مجھے ہی بچوی بنا بنا کے خوش ہوتا رہے گا اور ادھر وہ حسن صاحب ہر روز ایک نئی "بچوی" کے ساتھ موجیں اڑاتا رہے گا۔ جانتے ہو نا موج کا مطلب؟" توصیف نے جل کر کہا تھا اور ایک چنگاری ضیغم کے سینے میں بھی بھڑکی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو "نئی بچوی"؟" ضیغم کی آواز صدمے سے بند ہونے لگی تھی۔

"ہاں نئی بالکل نئی نکور۔" توصیف مسالا لگا کے بولا تھا۔

"تم نے کہاں دیکھی؟" ضیغم تو جیسے روہانسا ہو رہا تھا۔

"یو۔ایف۔سی میں۔" توصیف نے کندھے اچکائے ضیغم کے دل پہ ہاتھ پڑا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

"حسی دودھ بھری، وہ بھی یو۔ایف۔سی میں؟ لیکن یار اسے وہ ملی کہاں سے؟ وہ تو ویک اینڈ پہ گھر گیا ہوا تھا؟" حسیثم نے حیرانی سے پوچھا۔

"یہ تو وہی بتا سکتا ہے کہ اسے بھی گھور بچی کہاں سے ملی؟" توصیف نے کندھے اچکائے۔

"ویسے یار اللہ بھلا کرے، بہت کمال کی ہے واہ کیا حسن ہے انتہائی خوب صورت، پڑھی لکھی اور اسٹائلش، اف اسے دیکھ کر ہی میرا دل خوش ہو گیا اور وہ کمینہ اس کے قریب بیٹھ کر اس سے باتیں کر کے اسے دیکھ دیکھ کر سیراب ہو رہا ہوگا۔" توصیف کے منہ میں پانی آ گیا اور رشک بھرے انداز سے آہ بھری تھی۔

"چلو ہم بھی چلتے ہیں۔" حسیثم اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں؟" توصیف نے حیرانی سے پوچھا۔

"یو۔ایف۔سی اور کہاں؟" حسیثم نے گھورا۔

"مگر کیوں؟"

"یہ دیکھنے کہ وہ اس معصوم لڑکی پہ کون کون سے جال پھینک رہا ہے؟"

"ہاہاہا معصوم؟" توصیف قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

"یار وہ لڑکی معصوم ہوتی تو تیرے پاس آتی، تجھے اپنا دوست بناتی اس کمینے کے پاس نہ جاتی۔" توصیف بے چارہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" حسیثم نے گھور کے پوچھا۔

"یار میرا مطلب ہے کہ وہ لڑکی بڑی خرانٹ ہے اسی لیے تو اس نے حسی کا انتخاب کیا ہے ورنہ ڈپارٹمنٹ میں تمہارے جیسے خوبرو نوجوان بھی تو موجود تھے۔" وہ بات تو نہیں البتہ لہجہ بدل گیا تھا۔

"ہاں یار یہ بھی سوچنے کی بات ہے اس لڑکی نے تمہارا اور میرا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ شاید وہ تمہاری چھچھلی کمر دیکھ کر قریب نہ آئی ہو؟" حسیثم نے بھی باتوں باتوں میں حساب برابر کر لیا تھا۔

"اور تمہارے چہرے پہ تو وہ دور سے ہی کسی چڑیل کا عکس دیکھ کر چلی گئی ہوگی، میں انشاءاللہ اگلی جمعرات کو تمہیں بنگالی عامل بابا کے پاس لے کر جانے والا ہوں وہی تیرے اندر سمائی چڑیل کا خاتمہ کرے گا۔" توصیف نے پرعزم لہجے میں اطمینان سے کہا۔

"یار کیا ہو رہا ہے یہاں؟ تم دونوں اکیلے بیٹھے بھی جھگڑتے رہتے ہو؟" ولید اور عباس بھی وہیں چلے آئے تھے۔

"جھگڑ نہیں رہے، اپنی اپنی قسمتوں پہ ماتم کر رہے ہیں یار ساڈی قسمت تے شروع توں ای ماڑی اے، اللہ نے بوتے ماڑے نصیب لکھے نے ساڈے۔" علی غمگین لہجے میں بولتے ہوئے پنجابی دیہاتی عورتوں کی طرح سر پکڑے بیٹھا تھا۔

"ہاں یار تیرے نصیب تو واقعی بہت ماڑے (برے) ہیں اللہ نے خوب صورت، نوجوان گھبرو تو بنا دیا قد چھوٹا دے دیا اور اب وہی علی ہمارے درمیان چلتا پھرتا رہتا ہے اور اپنے نصیب کو روتا رہتا ہے کیا ہوتا جو بے نصیبے کا قد تھوڑا اور بڑا ہو جاتا؟" ولید نے افسردگی کا اظہار کیا تھا اور علی

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا دل چاہا اپنا صحت مند وجود لے کر ولید کے سینے پہ بیٹھ جائے اور اس کا دم نکال دے، آخر نازک سی تو جان تھی اس کی۔

"میرا صرف قد چھوٹا ہے نا اور تو تو ہے ہی چلتی پھرتی شاہدولے دی چوہی۔" علی نے بھی ادھار رکھنا گوارا نہیں کیا تھا اور ولید شاہدولے دی چوہی کہلائے جانے پر بلبلا اٹھا تھا اس سے پہلے کہ وہاں کوئی جنگ وجدل کا سماں پیدا ہوتا۔ وہاں جوجو چلی آئی۔

"حسی کہاں ہے؟" وہ سارے گروپ میں اسے نہ دیکھ کر تھوڑا متفکر ہوئی تھی۔

"یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے۔" ضیغم تیزی سے بولا۔

"پتا تو ہے ویک اینڈ پہ گھر گیا ہوا تھا؟ میرا خیال تھا کہ آج آ گیا ہوگا۔" جوجو بغیر زِچ ہوئے بول رہی تھی۔

"آپ کا خیال درست ہے۔" ضیغم مسکرایا وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"اچھا؟ وہ آ چکا ہے۔"

"جی ہاں آ چکا ہے آپ کا ہی پوچھ رہا تھا۔"

"تو پھر کہاں ہے وہ؟" جوجو کو بے چینی ہونے لگی۔

"یو۔ ایف۔ سی۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

"او کے میں بھی وہیں چلتی ہوں۔" جوجو تیزی سے پلٹ گئی اور تو صیف وغیرہ نے یکدم ضیغم کو دیکھا۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے؟" ان کی حیرت بجا تھی۔

"رنگ میں بھنگ ڈالا ہے۔" ضیغم شرارت سے مسکرایا۔

"رنگ میں بھنگ نہیں ڈالا بلکہ تم نے اپنی شامت بلوائی ہے اب جو وہ تمہارے رنگ میں بھنگ ڈالے گا نا؟ تم دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گے، اتنا سوچ لو ابھی سے۔" ولید نے اسے انذار کیا تھا۔

☆☆☆

رائنہ بہت ہی ریزرو قسم کی لڑکی تھی بہت زیادہ بولنا اور بے تکان بولنا اسے ہرگز پسند نہیں تھا نہ ہی اسے بات بات پہ ہنسنا اور قہقہے لگانا اچھا لگتا تھا اسے ہر اس چیز سے چڑ تھی جو آج کل کے ہر لڑکے لڑکی میں موجود تھی۔ فون پہ گھنٹہ بھر دوستوں سے باتیں کرنا لڑکے لڑکیوں کی فرینڈ شپ، ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا اور پڑھائی کے نام پہ گھر والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر عیاشی اور موج مستی کرنا اسے سخت زہر لگتا تھا وہ اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کی پاسداری کرنے اور اپنی حدود میں رہنے والی لڑکی تھی اور جیسی وہ خود تھی دوسروں کو بھی ویسا ہی دیکھنا چاہتی تھی۔

یونیورسٹی میں پہلے ہی روز اس کی دوست بننے والی جوجو اسے واقعی پسند تو تھی مگر جوجو کی کچھ باتیں اسے ناپسند بھی تھیں وہ چاہتی تھی کہ جوجو بھی اسی کی طرح رہنا سہنا سیکھ جائے۔ مگر جوجو من موجی لڑکی تھی وہ وہی کرتی تھی جو اس کے دل میں آتا تھا۔ اس کے دل میں آیا رائنہ سے دوستی کر لے اس نے کر لی۔ اس کے دل میں آیا حسی سے دوستی کر لے، اس نے وہ بھی کر لی۔ بس بات یہ تھی کہ وہ اپنے دل کو انکار نہیں کر سکتی تھی۔ جو دل چاہتا

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

وہ کرتی تھی لیکن رائنہ کے پاس دل کے نہیں دماغ کے فیصلے ہوا کرتے تھے اور آج کل اس کا دماغ کہہ رہا تھا کہ جوجو حسی سے دوستی ختم کر دے مگر وہ یہ بات جوجو سے کہہ نہیں پا رہی تھی لیکن آج موقع مل ہی گیا تھا۔ رائنہ کی گاڑی سروس کے لیے گئی ہوئی تھی اس لیے اس نے جوجو سے کہہ دیا کہ مجھے پک کر لے اور جوجو حکم بجالائی تھی۔ ٹھیک آٹھ بجے وہ رائنہ کے گیٹ پر ہارن دے رہی تھی۔

رائنہ پہلے سے تیار بیٹھی تھی فوراً باہر آ گئی۔

"ماشاءاللہ آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو، کہاں کی تیاری ہے؟" رائنہ جوجو کو دیکھتے ہی پوچھ بیٹھی تھی۔

"آج بارہ اکتوبر ہے۔" جوجو ہلکے سے مسکرا کر بولی۔

"بارہ اکتوبر میں کیا خاص بات ہے؟" رائنہ کو بھلا کیا علم تھا۔

"بارہ اکتوبر میں ہی تو خاص بات ہے۔" جوجو کے چہرے پہ دلکش تھی نرم گرم جذبات کی۔

"کچھ پتا تو چلے؟" وہ الجھن سے بولی۔

"آج حسی کا برتھ ڈے ہے۔" جوجو سرشاری سے بول رہی تھی۔

"اوہ....." رائنہ نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"حسی بہت اچھا ہے رائنہ۔" جوجو اپنی دھن میں کہہ رہی تھی۔

"ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی جوجو، میری ایک بات مانو گی؟" رائنہ نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر جوجو کے چہرے پہ مرکوز کر دیں۔

"کیا بات؟" جوجو نظر اسکرین سے نظریں نہیں ہٹا سکتی تھی، سامنے روڈ پہ اچھا خاصا رش تھا۔

"حسی سے دوستی ختم کر دو۔" رائنہ نے بڑی تیزی سے کہہ دیا اور جوجو یکدم نظر ہٹا کر اسے دیکھنے پہ مجبور ہو گئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟"

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہوں، جوجو وہ اچھا نہیں ہے وہ فلرٹی ہے وہ کبھی تم سے وفا نہیں کرے گا۔" رائنہ نے سمجھانے کے لیے کہا۔

"وہ اچھا نہیں ہے، اس نے مجھے بتایا تھا، وہ فلرٹی ہے، اس نے یہ بھی بتایا تھا، وہ کبھی مجھ سے وفا نہیں کرے گا، یہ بھی وہ بتاتا ہی رہتا ہے۔" جوجو لاپروائی سے بولی۔

"پھر..... پھر تم نے اس سے دوستی کیوں کر رکھی ہے؟" رائنہ کو اچنبھا ہوا تھا۔

"وہ مجھے اچھا لگتا ہے اس لیے۔" جوجو ہنوز لاپروا تھی۔

"ہر بُری چیز تمہیں اچھی لگے گی تو تم اسے اپنا لو گی؟" وہ تعجب آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں اپنا لوں گی کیونکہ وہ چیز کسی اور کو نہ سہی مجھے تو اچھی لگ رہی ہے نا؟" اس نے جواز پیش کیا۔

"یہ غلط ہے جوجو....."

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

”اسی غلط میں میرے دل کی خوشی ہے رائنہ۔“ جوجو اطمینان سے بولی۔

”کیا وہ بھی تمہارے لیے ایسا ہی سوچتا ہے؟“

”وہ میرے لیے کیا سوچتا ہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

”اس سارے قصے کا انجام کیا ہوگا؟“ رائنہ کا تعجب برقرار تھا۔

”انجام تو صرف اوپر والا ہی جانتا ہے۔“

”لیکن اوپر والا یہ تو نہیں کہتا کہ جانتے بوجھتے اور کھلی آنکھوں سے سب دیکھتے ہوئے کسی گڑھے میں گر جاؤ۔“

”پلیز یار رائنہ کیا فلسفہ لے کر بیٹھ گئی ہو، چھوڑو یہ سب کوئی اور بات کرو۔“ جوجو کے دل و دماغ پہ حسی کی پرسنالٹی کا سحر چھایا ہوا تھا اسکی باتیں بھلا کب اچھی لگ سکتی تھیں الٹا ناگوار ہی گزرتیں۔

”یہ بات چھوڑنے والی نہیں ہے، بہت اہم ہے، تمہیں خود سوچنا چاہیے، وہ لڑکا محض فلرٹ کر رہا ہے تمہیں ایسے دوست سے دور ہٹ جانا چاہیے کل کو تمہیں کوئی نقصان بھی ہو سکتا ہے۔“ رائنہ انتہائی حد تک جا کر سوچ رہی تھی۔

”رائنہ، حسی میرے ساتھ فلرٹ کر رہا ہے یا فراڈ میں اس...... پہ دھیان نہیں دیتی، میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ حسی میرا دوست ہے اور میرے لیے بہت اہم ہے میں اسے کسی بھی صورت نہیں چھوڑ سکتی، تمہاری یہ بحث لاحاصل ہے اور یہاں ایک بات اور حسی کردار کا ہلکا نہیں ہے، اپنے کردار کے لحاظ سے جتنی اچھی تم ہو اتنا ہی اچھا وہ بھی ہے، وہ کبھی بھی لمٹ کراس نہیں کرتا۔“ جوجو نے دوٹوک کہتے ہوئے جیسے گفتگو سمیٹی تھی۔

”اوہ! لگتا ہے اپنے حوالے سے اس نے تم لوگوں کو اچھا خاصا ٹرینڈ کر رکھا ہے؟“ رائنہ طنزیہ بولی۔

”ٹرینڈ کرنا ہوتا تو وہ صرف لڑکیوں کو کرتا، بلکہ یہاں تو اس کے دوست (لڑکے) بھی اس کے گن گاتے ہیں تعریفیں کرتے ہیں اینڈ جسٹ فار یور کائنڈ انفارمیشن کہ آج تک اس نے خود سے کسی بھی لڑکی کی طرف قدم نہیں بڑھایا، لڑکیاں خود ہی اسے متوجہ کرتی ہیں اور اس سے فرینڈ شپ کرنا چاہتی ہیں۔ میں نے بھی خود ہی پیش قدمی کی تھی۔ وہ میرے پاس مجھے پھنسانے کے لیے نہیں آیا تھا۔ میں گئی تھی، میں خود۔“ اس نے چبا چبا کر بتایا اور گیٹ کے باہر گاڑی پارک کر دی۔ جوجو کے اترنے سے پہلے ہی رائنہ اپنی سائیڈ کا ڈور کھول کر اتر گئی تھی جبکہ جوجو، حسی کے لیے لایا جانے والا گفٹ اور پھولوں کا بکے اٹھا کر اندر آئی اور اسے بلاک کی سمت بڑھ گئی۔

جہاں اس وقت حسی کی برتھ ڈے کی سلیبریشن زوروں پر تھی اسکے تمام دوستوں نے اچھی خاصی تیاری کر رکھی تھی اور وہ خود بھی بے حد وجیہہ اور ہینڈسم لگ رہا تھا بلیک جینز پہ بلیک ہاف سلیو شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کے فرنٹ پہ بڑے بڑے حروف میں ”ہینڈ بوائے“ لکھا ہوا تھا آج بھی لڑکیوں کی نظریں بس اسی پہ مرکوز تھیں باوجود کوششوں کے نگاہ ہٹ ہی نہیں رہی تھی۔ انعم، انیلا، ذکیہ، پنکی، آمنہ اور جوجو وغیرہ اس کے دائیں بائیں کھڑی تھیں۔ سبھی اس کے لیے گفٹس بھی لائی تھیں۔ ضیغم، عباس اور توصیف وغیرہ نے سلیبریشن کے سارے انتظامات اور سارے اخراجات خود کیے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ الگ الگ کیک بھی لے کر آئے تھے ٹیبل پہ مختلف سائز کے تقریباً چھ کیک سجے ہوئے تھے۔ سلیبریشن کا انتظام کینٹین

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

میں کیا گیا تھا البتہ لنچ کا پروگرام یو ایف سی میں رکھا گیا تھا۔

یو ایف سی یونیورسٹی آف گجرات سے ریلیٹڈ انتہائی خوبصورت، پرسکون اور صاف ستھرے ماحول کا ایک فاسٹ فوڈ کارنر تھا جہاں روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں اسٹوڈنٹس پیٹ پوجا کرنے اور ٹائم پاس کرنے کی غرض سے آتے تھے اس کے علاوہ اکثر اسٹوڈنٹ وہاں اپنی برتھ ڈے یا کوئی تہوار سلیبریٹ کر رہے ہوتے تھے کوئی اپنی انگیجمنٹ کا اور کوئی تعلیم میں کامیابی کا جشن منا رہا ہوتا تھا۔

اور آج بھی یہی حال تھا اس کے دوستوں کا پورا پورا جشن منانے کا ارادہ تھا انہوں نے اودھم مچا رکھا تھا پوری یونیورسٹی کو علم ہو چکا تھا کہ آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کے حسن علی کی آج بارہ اکتوبر کو برتھ ڈے ہے۔ مختلف ڈیپارٹمنٹس کے اسٹوڈنٹس بھی آتے جاتے اسے وش کر رہے تھے اس کے دوستوں نے ڈھنڈورا پیٹ کے رکھ دیا تھا حالانکہ وہ روک بھی رہا تھا مگر پروا بھلا کسے تھی؟ وہ بھی ان کے ساتھ شامل یہ ہلا گلا انجوائے کرنے لگا۔ ان کی شرارتیں عروج پر تھیں۔

☆☆☆

''کہاں ہو؟'' اس نے ضیغم کو میسج سینڈ کیا۔

''بلاک کی بیک سائیڈ پہ'' چند سیکنڈ بعد ریپلائے بھی آ گیا۔

''کیا کر رہا ہے؟'' اس نے دوسرا میسج کیا۔

''کیا کر سکتا ہوں بھلا؟'' دوسرا ریپلائے بھی فوراً آیا۔

''کرنے کو تم کچھ بھی کر سکتے ہو میرے یار، یہ بتا ساتھ کون ہے؟'' حسی نے شرارت بھرا میسج لکھا اور ساتھ ہی ایک اسمائل کا آئی کون بھی ایڈ کر دیا۔

''تمہاری بھابھی......'' ضیغم نے وہ آئی کون ایڈ کر کے بھیجے تھے آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے۔

''کون سے نمبر والی؟'' حسن کا میسج فوراً پہنچا۔

''دوسرے نمبر والی یعنی سونیا۔'' ضیغم کا میسج پڑھ کر حسی کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ سونیا بہت ہی خوبصورت اور ناز نخروں والی لڑکی تھی اس کی یہ بری عادت تھی کہ وہ شکی بہت تھی۔ شروع شروع میں جب وہ اسلام آباد یونیورسٹی سے مائیگریٹ ہو کر گجرات آئی تو ضیغم اسے دیکھتے ہی فدا ہو گیا تھا وہ کتنے دن اس سے بات کرنے کے لیے آہیں بھرتا اور ترستا رہا تھا جب اس کی حسرت اس کا شوق دیکھتے ہوئے تمام دوستوں نے ایسی ایسی ترکیبیں لڑائیں کہ سونیا خود بہ خود ضیغم کی طرف مائل ہو گئی لیکن اس نے یہ شک ہمیشہ ساتھ رکھا کہ ضیغم کی پہلے بھی لڑکیوں کے ساتھ فرینڈ شپ رہ چکی ہے حالانکہ ضیغم نے ہزار صفائیاں دی تھیں اور ہزار انکار کیے تھے اب بھی اگر وہ کسی لڑکی کے ساتھ ہوتا تو سونیا کو دیکھ کر فوراً ادھر ادھر چھپ جاتا تھا لیکن آج کہاں چھپتا جب حسی نے حملہ کر دیا تھا...... حسی نے سونیا کے نمبر پہ بس ایک ہی میسج لکھا تھا کہ

''ڈیئر سونیا میٹھی میٹھی باتیں کرنے سے پہلے ضیغم کا موبائل چیک کرو اس کے موبائل کے ان باکس اور آؤٹ باکس میں موجود تمام میسجز

WWW.PAKSOCIETY.COM

پڑھو۔" بس اتنی سی بات تھی آگ بھڑکی اور ضیغم کا تنکا تنکا (لفظ لفظ) جمع کر کے بنایا جانے والا آشیانہ جل کر راکھ ہو گیا۔ سونیا نے جب ضیغم کے آؤٹ باکس کے میسج میں "دوسرے نمبر والی" پڑھا تو وہ کاٹ کھانے کو دوڑی تھی اس کا غیض وغضب سے برا حال تھا اس کے بس میں ہوتا تو وہ خونخوار جنگلی بلیوں کی طرح اس پہ جھپٹ پڑتی لیکن وہ اتنے زیادہ لوگوں میں تماشا نہیں بنوانا چاہتی تھی سو ضیغم کا موبائل زمین پہ دے مارا اور وہاں سے چلتی بنی، ضیغم کو کچھ پتا نہیں تھا کہ آخر ایسا کیوں ہوا ہے؟ لیکن جب اس نے مسکراہٹ روکتے حسی کو دیکھا تو سب سمجھ میں آ گیا تھا۔

"ذلیل، کمینے، خبیث تم نے ایسا کیوں کیا؟" ضیغم مٹھیاں بھینچ کر چلایا۔

"رنگ میں بھنگ ڈالا ہے، بس اور تو کچھ نہیں کیا۔" حسی نے بے نیازی سے کہہ کر کندھے اچکائے اور ضیغم اس کے ڈائیلاگ سے جان گیا کہ اس نے اس روز والا بدلہ لیا ہے حالانکہ ضیغم کو توصیف وغیرہ نے ایسا کرنے سے منع بھی کیا تھا۔ اب وہ آٹھ آٹھ آنسو رو رہا تھا۔

"اب بس کر یار یہ مگرمچھ کے آنسو بند کر دے تجھے پتا تو تھا کہ حسی سے پنگا لینا آسان نہیں ہے۔" اس نے ضیغم کا کندھا تھپکا اتنے میں باقی بھی جمع ہو گئے اور جس جس کو ضیغم کی آپ بیتی کا پتا چلا وہ ہنسی اور شرارت کے پل باندھتے چلے گئے تھے

"یار بے شک میں نے مذاق کیا تھا لیکن اسے جو جو یا انیلا چھوڑ کر تو نہیں گئی تھیں نا؟ اس نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" وہ دہائی دے رہا تھا حسی شریر ہوا۔

"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی۔ میری فرینڈز کو مجھ سے پیار ہے اس لیے وہ مجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاتیں اور رہی بات تمہاری تو مجھے تو یہی لگتا ہے کہ تمہاری فرینڈز کو تم سے پیار نہیں ہے اسی لیے چھوڑ کر چلی جاتی ہیں ورنہ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔"

"ایسی کی تیسی تیرے پیار کی، تم نے میری سونیا بھگائی ہے میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔" ضیغم بالآخر اس پہ جھپٹ پڑا اور حسی یکدم اس کے شکنجے سے بچتے ہوئے بھاگ نکلا تھا اور یونہی بھاگتے ہوئے وہ سیڑھیوں تک پہنچ گئے تھے حسی نے ذرا مڑ کر اپنے پیچھے لپکتے ضیغم کو دیکھا اور نظر چوک گئی اگلے ہی پل ایک دہلا دینے والی زوردار چیخ فضا میں گونجی تھی اور وہ سامنے آنے والے اندھا دھند بھاگتے لڑکے سے ٹکرا کر سیڑھیوں سے گرتی چلی گئی تھی اور اس لڑکی کو اس بری طرح گرتے دیکھ کر حسی اور ضیغم خود بھی گھبرا گئے تھے دونوں لپک کر اس کے پاس پہنچے تھے۔ حسی نے فوراً بازو کا سہارا دے کر اسے سیدھا کیا تھا اور اس کا چہرہ دیکھ کر ٹھٹک گیا، وہ رائمہ تھی جوجو کی فرینڈ۔ اس کے سر میں زیادہ گہری چوٹ آئی تھی اسی لیے خون بہہ رہا تھا۔

"ولید تم گاڑی نکالو۔" حسن نے عجلت میں سامنے کھڑے ولید کو ہی کام سونپا

"تم جوجو کا پتا کرو، اسے بھی ساتھ لے آؤ۔" اس نے ضیغم کو کہا۔

"توصیف جلدی سے اس لڑکی کی ساری بکھری چیزیں اکٹھی کرو اور گاڑی میں آ جاؤ۔" اس نے رائمہ کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور ایمرجنسی میں لے کر عزیز بھٹی ہسپتال آ گئے، ان کے پیچھے جوجو اور باقی اسٹوڈنٹس بھی آ گئے تھے۔ گورنمنٹ ہسپتال تھا اس لیے شک و شبہات کی بناء پر پوچھ گچھ شروع ہو گئی کہ کہیں یہ پولیس کیس نہ ہو۔ لہٰذا حسن نے اپنے نیچر سر خٹک کو کال کی اور ان کی گواہی اور سفارش پہ رائمہ کو ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد تھوڑا رش کم ہوا تو ڈاکٹر بھی آ گئے انہوں نے چند میڈیسن لکھ کر دی تھیں جو اسٹور سے لے کر آئی تھیں اس لیے حسن یہ کام

www.Paksociety.com

کسی کو بھی دیے بغیر خود ہی گاڑی لے کر میڈیکل اسٹور چلا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد واپس آیا تو رائنہ کہیں بھی نہیں تھی۔

"کہاں ہے وہ؟" حسی کو پریشانی لاحق ہوئی۔

"اس کے گھر والے آئے تھے اسے یہاں سے ڈسچارج کروا کے کسی اور ہسپتال لے گئے ہیں، گورنمنٹ ہسپتال ان کے معیار کا نہیں تھا۔" ولید نے سنجیدگی سے بتایا۔

"حالانکہ وہ بھول رہے ہیں کہ ایسے ایمرجنسی کیس پرائیویٹ ہسپتالوں میں کم ہی ہینڈل کرتے ہیں ہر کوئی ایسے کیس کو گورنمنٹ ہسپتال بھیجتا ہے۔ اینی وے ان کی اپنی مرضی جو بھی چاہیں کریں ہمارا کام تھا فرض پورا کرنا، سو ہم نے کر دیا۔" عباس نے لاپروائی سے کندھے جھٹکے لیکن حسی ہاتھ میں پکڑی دوائیوں کا شاپر دیکھ رہا تھا، جواب غیر ضروری تھا۔

☆☆☆

وہ تقریباً پانچ روز بعد یونیورسٹی آئی تو اس پہ پہلی نظر حسی کی ہی پڑی تھی وہ بے اختیار اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور ساری باتیں ترک کر کے اس کے قریب چلا آیا۔

"السلام علیکم، کیسی ہیں آپ؟" وہ اپنی وجہ سے کسی کو ملنے والی اتنی تکلیف پہ شرمندہ تھا۔ رائنہ اسے اپنے سامنے دیکھ کر بھنا گئی تھی۔

"تم؟" وہ چبا کر بولی۔

"ایم سوری مس رائنہ، میری وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف اٹھانی پڑی۔ ہم لوگ آپ کی عیادت کے لیے ہسپتال آنا چاہتے تھے لیکن پھر یہ سوچ کر رک گئے کہ شاید آپ کے گھر والوں کو برا لگے، اینی وے آپ یہ بتائیں اب طبیعت کیسی ہے؟" حسی انتہائی شائستگی سے بولتا بہت ہی مہذب انداز میں اس کا حال چال پوچھ رہا تھا...... کچھ دور بیٹھے اس کے دوست بھی اسے رائنہ کے پاس کھڑے دیکھ رہے تھے۔

"میرا راستہ چھوڑو۔" رائنہ کا لہجہ سخت تھا۔

"میں نے آپ کی طبیعت پوچھی ہے، راستہ نہیں روکا۔"

"میری طبیعت سے تمہیں کیا مطلب؟" وہ بھی بلا کی غصیلی اور بدگمان لڑکی تھی۔

"آپ کی طبیعت سے مجھے یہ مطلب ہے کہ آپ کی طبیعت میری وجہ سے خراب ہوئی ہے۔"

"ہونہہ بڑا احساس ہے آپ کو؟" وہ پھنکاری۔

"بس جی اپنا تو دل ہی ایسا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بات کرتے کرتے بھی اپنی شرارتی فطرت سے باز نہیں آیا تھا لیکن رائنہ پھٹ پڑی تھی۔

"شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ، میں اچھی طرح جانتی ہوں لڑکیوں کو پھانسنے کے بہانے ہیں یہ سب، پہلے ان سے ٹکراتے ہو، پھر عیادت کرتے ہو، پھر ان سے سوری بولتے ہو صرف اور صرف اس لیے کہ بات آگے بڑھانے کا موقع مل سکے، اگر یہ کچھ کرنا ہوتا ہے تو سیدھے سیدھے لڑکیوں کو آفر کر دیا کرو، ان ڈائریکٹ بات کرنے کا کیا فائدہ؟ جو کچھ چاہتے ہو ڈائریکٹ بول دیا کرو۔" وہ انتہائی تلخی اور اہانت آمیز لہجے میں

WWW.PAKSOCIETY.COM

بول رہی تھی۔

''مس رائنہ حیدر مجھے کوئی شوق نہیں ہے آپ کو پھانسنے کا اور نہ ہی آپ سے روابط بڑھانے کا، میرے سامنے آپ جیسی ہزاروں قطار باندھے کھڑی ہوتی ہیں اور میری ایک نظر کے لیے بھی ترستی ہیں، ایک آپ نہ ہوئیں تو کیا ہوگا؟ میرے چاہنے والوں میں کمی نہیں آجائے گی لیکن ایک بات میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اگر میں واقعی آپ کو پھانسنے کی کوشش کرتا تو یقیناً پھانس بھی لیتا، بس بات یہ ہے کہ میں نے کوشش ہی نہیں کی، ورنہ آپ تو......''

اس نے رائنہ کی ہمیشہ کی تحقیر آمیز نظروں اور باتوں کا حساب پل میں برابر کر دیا تھا وہ تو جیسے پاگل ہو اٹھی تھی۔

''ذلیل، کمینے، آوارہ، لوفر تم اور کہہ بھی کیا سکتے ہو؟ جیسے بدکردار خود ہو ویسا ہی دوسروں کو بھی سمجھتے ہو۔ میں تم سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتی ہوں، مجھے اس راستے سے جانا بھی ناگوار گزرتا ہے جس راستے سے تم گزر جاتے ہو، وہ گری پڑی لڑکیاں اور ہوں گی جو تمہاری باتوں اور تمہارے جال میں آجاتی ہیں، ہزاروں لڑکیوں کے ساتھ چکر چلاتے ہو ان کے جسموں کے ساتھ کھیلتے ہو تمہیں گھن نہیں آتی اپنے آپ سے؟'' وہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی اور حسی کے دوستوں کے ساتھ ساتھ اور بھی اسٹوڈنٹس جمع ہو گئے تھے حسی کا چہرہ غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہو گیا تھا۔

''دیکھیے مس رائنہ آپ اس طرح سب کے سامنے انسلٹ کر رہی ہیں آپ کو کم از کم......'' توصیف یکدم آگے بڑھا اپنے دوست کی اتنی ہتک اور انسلٹ ان میں سے کسی کو بھی گوارا نہیں تھی۔

''توصیف رہنے دو، بولنے دو ان کو جو بھی بولنا چاہتی ہیں۔'' حسی نے ہاتھ اٹھا کر توصیف کو خاموش کرا دیا۔

''ہونہہ تمہاری کوئی عزت ہو گی تو تمہیں انسلٹ کا احساس ہوگا نا؟ جس کی کوئی عزت ہی نہیں ہے اسے بے عزتی کی بھلا کیا خبر؟''

رائنہ کا آخری وار بڑا کاری تھا۔ حسی نے یکدم جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا آنکھوں میں برف اتر آئی تھی اتنی سرد نظروں سے دیکھا کہ رائنہ کی ریڑھ کی ہڈی جیسے کڑکڑا کے رہ گئی وہ چند قدموں کا فاصلہ قدموں سے سمیٹ کر رائنہ کے بے حد قریب آ کھڑا ہوا تھا اک مجمع کی صورت کھڑے اسٹوڈنٹس ٹھٹک گئے تھے وہ کیا کرنے والا ہے؟

''رائنہ حیدر، میں عورت کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن جو عورت عزت کرنا نہیں جانتی وہ عزت کروانے کی حق دار بھی نہیں ہے تم نے جو کرنا تھا کر لیا، اب میرا انتظار کرو کہ میں کیا کرتا ہوں؟ میں کبھی اپنا بدلہ نہیں چھوڑتا، اس لیے آج کے بعد ہمیشہ یاد رکھنا کہ حسن علی کا تمہاری طرف کافی حساب کتاب نکلتا ہے، میں نے جب چاہا یہ حساب برابر کر لوں گا، بس تم ویٹ کرو، اللہ حافظ۔'' وہ سرگوشی نما آواز میں بولتا رائنہ کی بولتی بند کر گیا تھا اور باقی سب کھڑے دیکھتے رہ گئے تھے......!

☆☆☆

''مبارک ہو رائنہ اریب کو جاب مل گئی ہے۔'' وہ گھر میں داخل ہوئی تو مائرہ اسے گڈ نیوز دینے کے لیے پہلے سے تیار بیٹھی تھی۔

''سچ؟'' رائنہ خوشی سے اچھل پڑی تھی۔ آج یونیورسٹی میں کوئی فنکشن تھا اس لیے وہ لیٹ گھر آئی تھی اور اریب اس کا انتظار کر کے اپنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

بیڈروم میں چلا گیا تھا۔

"ہمی......" مائرہ نے چہک کر کہا۔

"جاب کہاں ملی؟" اسے تجسس ہوا۔

"بینک میں، ایک انتہائی اچھی پوسٹ پر۔" مائرہ کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نیوز پر صرف مائرہ ہی نہیں بلکہ تمام گھر والے خوش تھے۔

"واؤ......مبارک ہو پھر تو۔" رائمہ نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

"اریب بھائی کہاں ہیں؟" اس نے آگے پیچھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے بیڈروم میں۔"

"میں دیکھتی ہوں ان کو کہاں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں؟ نہ کوئی ٹریٹ نہ کوئی مٹھائی؟" وہ اپنا بیگ لاؤنج میں صوفے پہ ڈال کر سیڑھیاں چڑھ گئی۔ ان تینوں بہن بھائیوں کے بیڈروم اوپر ہی تھے۔ البتہ مما اور پاپا کے بیڈروم نیچے ہی تھے۔ اس نے اریب بھائی کے بیڈروم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے دروازے پہ دستک دی تھی انہوں نے چند سیکنڈ کے توقف سے دروازہ کھولا ہی تھا کہ رائمہ بلند آواز سے چہکی۔

"مبارک ہو میری ٹریٹ کہاں ہے؟" اتنی جلد بازی پہ اریب پہلے تو حیران ہوا پھر یکدم ہنس پڑا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر لے آیا تھا۔

"اندر آؤ، بیٹھو، آرام سے بات کرو اور پھر ٹریٹ کا مطالبہ کرو۔" اریب نے اسے لا کر اپنے بیڈ پہ بٹھا دیا تھا۔

"میں صرف مطالبہ ہی نہیں کروں گی بلکہ مطالبہ منواؤں گی بھی۔" اس نے پرزور لہجے میں کہا۔

"ارے یار منواؤ تو سہی، کچھ جتن تو کرو۔" اریب اسے چھیڑ رہا تھا۔

"واٹ؟ میں اپنے بھائی سے ٹریٹ لینے کے لیے جتن کروں؟ یعنی خوشامد کروں آپ کی؟" رائمہ یکدم چیخ اٹھی اور اریب قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔

"اوکے بابا نہ کرو۔ لیکن یہ تو بتا دو کیسی ٹریٹ لو گی؟" اریب نے ہتھیار ڈال دیے۔

"کیسی ٹریٹ؟ ہوں......! یہ تو سوچنا پڑے گا۔" وہ پرسوچ انداز میں بولی اور پھر کوئی خیال آتے ہی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"سلور اسپون سے لنچ اور علینا سینٹر سے شاپنگ، بس اتنی سی ٹریٹ لوں گی۔" اس نے بڑی آسانی سے کہہ کر کندھے اچکائے۔

"کیا؟ یہ سب اتنی سی ہے؟ علینا سینٹر سے شاپنگ؟ جہاں چیزوں کے پرائز پانچ ہزار سے شروع ہوتے ہیں؟ اف میری جیب ابھی اتنی بھاری نہیں ہے۔" اریب نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"اوکے ہم علینا سینٹر نہیں جاتے "وہیں" چلے جاتے ہیں۔" رائمہ کی لاپروائی ہنوز تھی۔

"یعنی جنگل آگے اور کھائی پیچھے؟" اریب نے سر تھام لیا تھا۔ رائمہ اپنی مسکراہٹ روکنے لگی۔

"مان لیں اریب بھائی ایک تو ماننا ہی پڑے گا ورنہ کوئی تیسرا شاپنگ مال نکل آئے گا۔" مائرہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئی وہ ان کی گفتگو سن چکی تھی۔

"ہاں یار تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔" اریب نے اثبات میں سر ہلایا اور رائمہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"تو پھر کل لنچ کا پروگرام پکا؟" اس نے تصدیق چاہی۔

"پکا......" اریب نے مان لیا تھا اور پھر دونوں بہن بھائی ہنس پڑے تھے ان تینوں بہن بھائیوں میں بہت محبت تھی۔

☆☆☆

اس نے سکس سمسٹر میں پورے ڈیپارٹمنٹ میں ٹاپ کیا تھا اور یہ خوشی اس کے لیے اس کے گھر والوں کے لیے اور اس کے دوستوں کے لیے کچھ کم نہیں تھی اس بار ایگزامز کے دوران اس نے واقعی ٹاپ کرنے کا عزم کیا تھا اور ٹاپ کر بھی لیا تھا اور وہ لوگ یہ خوشی سیلیبریٹ کر رہے تھے اس کے دوستوں نے اس سے ٹریٹ مانگی تھی اور وہ اتنی بڑی خوشی ملنے پر ان کو انکار نہیں کر سکا تھا جو اور انیلا وغیرہ نے بھی زور دیا تھا، انیلا کو یو ایف سی میں اور جو کو کنارا پر ٹریٹ دے کر وہ فارغ ہو چکا تھا رہی آمنہ تو وہ تو تھی ہی دور لیش۔ حسی اسے ٹریٹ نہ بھی دیتا تو گزارا ہو ہی جاتا۔ اس نے کون سا لڑائی جھگڑا کرنا تھا یا پھر اس سے خفا ہونا تھا البتہ سب سے بڑی اور مہنگی آسامی اس کے دوست ابھی رہ گئے تھے جن کو بھگتنا باقی تھا، روز روز کی یاد دہانی اور طعنوں سے تنگ آ کر اس نے انہیں انوائیٹ کر ہی لیا تھا۔ اور اس وقت وہ اپنی کیمنگی کے عروج پر تھے انہوں نے ہوٹل میں بھی اودھم مچا رکھا تھا۔

"یار حسی مجھے یہ بتا تو اتنی لڑکیوں کے ساتھ بڑی رہ رہ کر تھکتا نہیں ہے؟" توصیف معنی خیزی سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھے بول رہا تھا۔

"حسن وہ بھی صنف نازک کا، تھکن اتارتا ہے، تھکاتا نہیں۔" یہ جواب عباس کی طرف سے آیا تھا جو خود بھی بے حد خوبصورت تھا اور ابھی تک ایک دو جگہ پہ ماڈلنگ بھی کر چکا تھا وہ کشمیری فیملی سے تھا اس لیے خوبصورتی اسے ورثے میں ملی تھی۔

"لیکن یار تم میں تو بہت اسٹیمنا ہے کبھی کسی کے ساتھ، کبھی کسی کے ساتھ اف ایک بار جو کے ساتھ ڈیٹ پہ جا رہے ہو، دوسری بار انیلا کے ساتھ، تیسری بار عروش کے ساتھ کیسے ہینڈل کر لیتے ہو سب کو؟ وہ بھی ایک ہی دن میں؟" توصیف کا سوال اور حیرانی ہنوز اپنی جگہ قائم تھیں۔

"اور ان تمام فرینڈز کے ہوتے ہوئے ایگزامز میں ٹاپ بھی کر لیتے ہو، واؤ امیزنگ؟ ہمیں بھی کچھ سیکرٹ بتاؤ" وہ واقعی حیران ہو رہے تھے۔

"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی۔ میرا مطلب ہے کہ ساری بات ہے محنت کی، لگن کی اور توجہ کی۔ میں ہمیشہ ہر کام محنت، لگن اور توجہ سے کرتا ہوں اس لیے میرے ہر کام کا رزلٹ بھی اچھا ہی آتا ہے۔"

"واہ کیا بات ہے۔ لیکن ہمیں یہ تو بتا دو کہ لڑکیوں پہ کیا محنت کرتے ہو؟" ضیغم بے تاب ہو رہا تھا۔

"ہاسٹل میں میرے کمرے میں آنا پھر فرصت سے بیٹھ کر بتاؤں گا۔" اس کا انداز بھی شرارتی تھا۔

"ٹھیک ہے آ جاؤں گا لڑکیوں کو پٹانے کا فارمولا لینے کے لیے تو میں کہیں بھی جا سکتا ہوں۔" ضیغم آنکھ دبا کر بولا۔

"تو پھر آج ہی سینٹرل جیل چلے جاؤ وہاں ایسے بہت سے ہوں گے جو لڑکیوں کو پٹانے کے چکر میں خود پٹ کر آ گئے ہوں گے۔ تمہیں ان سے فارمولے مل جائیں گے۔" توصیف نے ضیغم کو جھاڑ دیا تھا۔

"مجھے کسی اور کے نہیں بس اپنے حسی شہزادے کے فارمولے چاہئیں ایکدم کامیاب۔ تم نے عروش نہیں دیکھی، قسم سے یار کیا چیز ہے

بالکل نیو، زیرو میٹر، چمکتی دمکتی۔" ضیغم نے حسی کی نئی دوست کی ایسے تعریف کی جیسے وہ لڑکی نہیں شوروم میں رکھی کوئی لیٹسٹ ماڈل کی گاڑی ہو۔

"تیری سیٹنگ کروا دوں عروش کے ساتھ؟" حسی نے حاتم طائی کی قبر پر لات ماری۔

"ہیں؟ سچ؟ اللہ تجھے عرشاں دے رنگ لائے، تجھے سات سات پتر دیوے، تجھے خوش رکھے۔ میں مروی گیا تے میری قبر دی تینوں دعاواں دیوے گی۔" ضیغم خوشی سے بزرگ بنا دعائیں دے رہا تھا اور یونہی چھیڑ چھاڑ کے دوران حسی کی نظر اس پر پڑی دائیں طرف والی ٹیبل پر رائنہ حیدر بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ ایک لڑکی اور ایک لڑکا بھی بیٹھے ہوئے تھے لگتا تھا وہ آپس میں بہن بھائی تھے۔ کیونکہ نین نقوش سے اچھی خاصی شباہت محسوس ہو رہی تھی۔ رائنہ حیدر کو دیکھ کر حسی کے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے اس کے چہرے پر تناؤ پھیل گیا تھا لب بھینچ لیے تھے۔

وہ جب جب رائنہ کو دیکھتا تھا اسے اپنی تذلیل اور ہتک یاد آ جاتی تھی اسے یاد تھا کہ اس نے رائنہ کا دیا ہوا قرض سود سمیت واپس بھی لوٹانا ہے۔ البتہ کب لوٹانا ہے یہ ابھی فیصلہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ عام فلمی اور افسانوی ہیروز کی طرح ہیروئن سے انسلٹ کروانے اور اس سے تھپڑ کھانے کے بعد ہیروئن کو اغوا کروا کے کسی خفیہ جگہ پہ نہیں رکھ سکتا تھا اور نہ ہی وہ ہیروئن کی عزت پہ ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ نہ ہی اسے بدنام اور رسوا کر سکتا تھا کیونکہ اسے خود ہی یہ کام انتہائی چیپ لگتے تھے۔ وہ اگر کچھ کرنا چاہتا تھا تو بھی اپنے معیار کا! کچھ اس طریقے سے کہ رائنہ حیدر اس پہ لگائے جانے والے الزامات کے بدلے تھوڑا سبق سیکھ لیتی۔ وہ اسے صرف اتنا بتا دینا چاہتا تھا کہ وہ کریکٹر لیس ہے یا نہیں......!

"حسی کیا دیکھ رہے ہو؟" ولید نے اسے متوجہ کیا۔

"ہوں؟ کچھ نہیں۔"

"رائنہ حیدر کو دیکھ رہے تھے؟" ولید استفہامیہ دیکھنے لگا رائنہ وغیرہ وہاں سے اٹھ کر جا چکے تھے۔

"ہاں......" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے لگتا ہے وہ ہماری باتیں سن چکی ہے۔" علی کو فکر ہوئی۔

"سو واٹ؟" حسی نے سر جھٹکا۔

"خیر چھوڑو اس قصے کو اب ایسا کرو کہ ڈھائی فش آرڈر کرو۔" علی نے بات ہی ختم کر دی۔

"ہاں جلدی سے آرڈر کرو علی کی توند خالی پڑی ہے پہلے جو کچھ کھایا ہے وہ کب کا ہضم ہو چکا ہے۔" توصیف نے دوبارہ سے نان سیریس ٹریک اپنا لیا تھا، حسی زیادہ دیر تھوڑی دیر پہلے والے غصے اور ضبط میں نہیں رہ سکا تھا اسے بھی دوستوں کے ساتھ شریک ہونا پڑا۔

☆☆☆

زندگی کا شجر ہرے بھرے پتوں سے لدا پھندا تھا وقت کی رنگین بہاریں اور زرد خزائیں آتی گئیں اور گزرتی گئیں، ماہ و سال کی تیز دھوپ ہرے بھرے پتوں کو جھلسا کر بے جان کرتی رہی اور زندگی کے شجر سے ہر سال ایک پتا کم ہوتا رہا اور وقت گزرتا رہا۔

چار سال کیسے گزر گئے پتا ہی نہ چلا، وہ جب یونیورسٹی آئے ان کے پاس جوش تھا، اشتیاق تھا، تجسس تھا۔ کچھ دیکھنے کا، کچھ کرنے اور کچھ

www.Paksociety.com

پانے کا۔ اور جب چار سال بعد وہ یونیورسٹی سے نکلے ان کے پاس اک دوسرے سے دوستی تھی، چار سال کی ہنستی مسکراتی شوخ یادیں تھیں اور ہاتھوں میں کامیابی کی ڈگریاں تھیں۔ یونیورسٹی آف گجرات کا ایک یادگار گروپ چھ لڑکوں پہ مشتمل تھا جو نہ تو اس یونیورسٹی کو بھول سکتے تھے اور نہ ہی یونیورسٹی ان کو بھول سکتی تھی۔ انہوں نے صرف ہنسی مذاق اور شرارتوں میں ہی نہیں بلکہ تعلیمی میدان میں بھی ریکارڈ قائم کیے تھے۔ اکثر ٹیچرز ان کو ہر فن مولا کہتے تھے کیونکہ ان کی شرارتوں سے تو ٹیچرز بھی محفوظ نہیں رہ سکے تھے ایک دو ناپسندیدہ ٹیچرز پہ تو انہوں نے بین بھی لگوا دیا تھا کیونکہ وہ ٹیچر ان کو پسند نہیں تھا اس سے لیکچر لینا اور پڑھنا بھی انہیں منظور نہیں تھا کسی ٹیچر پہ بین لگوا کر اس سے ٹکر لینا بھی صرف انہی کی جرات تھی ورنہ کوئی اور ایسا ہرگز نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب وہ یونیورسٹی سے نکلے تو ان ناپسندیدہ ٹیچرز نے بھی ان کو خوب مس کیا تھا اور مس تو وہ ایک دوسرے کو بھی کر رہے تھے کیونکہ اب ان کے راستے بھی الگ الگ تھے اور منزلیں بھی۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا تھا وہ لوگ ترقی اور کامیابی کی منازل طے کرتے کہیں سے کہیں پہنچ گئے تھے اب بس اتنا تھا کہ وہ لوگ دور دور رہ کر بھی قریب تھے اک دوسرے سے رابطے میں رہتے تھے۔

حسی یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی ہائر اسٹڈی کے لیے انگلینڈ چلا گیا تھا۔ لیکن وہاں جا کر اپنی اسٹڈی اور جاب میں بزی رہنے کے باوجود وہ اپنے دوستوں کو نہیں بھولا تھا روزانہ فیس بک پہ ان سب سے باری باری گپ شپ ہوتی رہتی تھی اسی لیے ان کی دوستی تازہ دم اور ہشاش بشاش تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ خود بھی ہشاش بشاش تھے۔ ایک دم فریش اور ایکٹو۔

☆☆☆

"پاکستان آنے کا کوئی ارادہ بھی ہے یا نہیں؟" مما آج سچ مچ خفا ہو رہی تھیں۔

"بالکل ارادہ بھی ہے اور نیت بھی۔" وہ اطمینان سے بولا۔

"تو پھر کب آ رہے ہو؟"

"بس سب کچھ سمیٹتے ہوئے دو تین ماہ لگ جائیں گے۔"

"کیا دو تین ماہ؟" وہ حیران ہوئیں۔

"ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ مما، ایک جگہ سے ہر چیز ختم کر کے چل دینا اتنا آسان کام نہیں ہے۔" وہ انہیں سمجھا رہا تھا۔

"لیکن تمہیں یہ سارے کام دو تین ماہ میں نہیں بلکہ صرف ایک ماہ میں سمیٹنا ہوں گے۔" ان کا لہجہ دوٹوک اور مضبوط تھا۔

"لیکن کیوں؟ ایسی کون سی آفت آ گئی ہے؟"

"بدتمیز! آفت نہیں تمہارے بھائی کی شادی آ گئی ہے نومبر کی تو تاریخ فکس ہوئی ہے۔" انہوں نے اسے سرزنش کی۔

"کیا؟ ڈیٹ فکس ہو گئی ہے؟ اور آپ مجھے اب بتا رہی ہیں؟" اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

"آج ہی فکس ہوئی ہے پاگل۔"

"اوہ اچھا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

''لیکن آپ لوگوں نے مجھے میری ہونے والی بھابھی کی تصویر نہیں دکھائی؟''

''میری جان یہ کام تمہارے چاند بھائی کا تھا۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ تمہیں اپنی ہونے والی بیوی کی تصویر دکھاتا، مجھے بھلا کمپیوٹر سسٹم کا کیا پتا؟'' عاصمہ بیگم خفگی سے بولیں۔

''ہوں! میں بات کروں گا ان سے۔'' وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''اب بات کرنے کا کیا فائدہ؟ اب تم اپنی بھابھی کو ڈائریکٹ فیس ٹو فیس دیکھ لینا دن ہی بھلا کتنے رہ گئے ہیں۔''

''ہاں! یہ بھی ٹھیک کہا آپ نے، ویسے اس وقت دولہا صاحب کہاں ہیں؟'' اس کے موڈ میں شرارت گھل گئی تھی۔

''وہ سب نیچے ڈرائنگ روم میں بیٹھے شادی کے کارڈز کا ڈیزائن پسند کر رہے ہیں۔''

''ماشاءاللہ بڑے پھرتیلے ثابت ہو رہے ہیں دولہا صاحب؟'' اس نے بڑے بھائی کا مذاق اڑایا۔

''میری جان ایسے کاموں میں ہر کوئی پھرتیلا ہو ہی جاتا ہے۔ مجھے آج تمہاری شادی کا قصہ چھیڑنے دو، تم اس سے بھی زیادہ پھرتیلے ہو جاؤ گے، شادی کے معاملے میں تو تمہارے پاپا نے بھی بہت پھرتیلا پن دکھایا تھا۔'' عاصمہ بیگم نے بیٹوں کو لپیٹ میں لیتے شوہر کو بھی بات میں لپیٹ میں لیا تھا جس پر حسی ایک زوردار قہقہہ لگا کے ہنسا تھا۔

''اچھا کیا تھا انہوں نے، ورنہ ہمیں اس دنیا میں آنے میں دیر ہو جاتی۔'' وہ باپ کا طرف دار بنا۔

''اب اسی لیے تو تم دونوں بھائیوں کو شادی کا کہہ رہی ہوں تاکہ میرے پوتے پوتیوں کو آنے میں دیر نہ ہو۔''

''ہاں ہاں میں جانتا ہوں پوتے پوتیوں کی آڑ میں آپ ہمیں زنجیر پہنانا چاہتی ہیں۔''

''تمہارے جیسے بدمعاش کو زنجیر نہ پہناؤں تو اور کیا کروں؟''

''ارے نہیں نہیں مام ابھی ایسی غلطی مت کیجیے گا ابھی میں بغیر زنجیروں کے آزاد اڑنا چاہتا ہوں۔'' اس نے سختی سے منع کیا۔

''آخر کب تک؟''

''یہ تو مجھے بھی نہیں پتا کہ کب تک؟ بہرحال میں ابھی ایسے ہی فٹ ہوں، ابھی سے میرڈ لائف کی ذمہ داریوں میں پڑ کر میں اپنی لائف کا سنہرا دورانیہ ڈسٹرب نہیں کر سکتا۔''

''اف! ایک تو یہ آج کل کے لڑکے لڑکیوں کو پتہ نہیں کیوں میرڈ لائف ایک بوجھ لگتی ہے، اتنے کاہل اور کام چور ہیں کہ ذمہ داریوں سے بھاگتے ہیں۔'' عاصمہ بیگم کو کوفت ہوئی تھی۔

''اب پاپا جیسی جلد بازی سے تو ہم باز آئے۔'' اس نے شرارت سے کہہ کر ماں کو چھیڑا۔

''تمہیں ابھی اپنی پسند کی ملی نہیں ورنہ تم بھی یہ جلد بازی دکھانے سے باز نہ آتے۔'' ان کا جواب بھی سوا آنے سچ تھا حسی نے ہنستے ہوئے تسلیم بھی کر لیا تھا اور پھر چند اور باتوں کے بعد فون بند کر دیا۔ اس کی جاب کا ٹائم ہو رہا تھا وہ نکلنے کی تیاری کرنے لگا۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

اس نے کافی بھاگ دوڑ کی تھی کہ اس کی اکتوبر کی لاسٹ ڈیٹس میں سیٹ کنفرم ہو جائے لیکن اتنی جلدی ایسا ممکن نہیں ہو سکا تھا اور سرتوڑ کوشش کے بعد اللہ اللہ کر کے اس کی فرسٹ نومبر کے لیے سیٹ کنفرم ہو ہی گئی تھی اور اس کے لیے یہ بھی غنیمت تھا کہ شادی سے آٹھ دن پہلے وہ پاکستان پہنچ جائے گا اور واقعی یکم نومبر کو اس نے چار سال بعد اپنے گھر میں قدم رنجہ فرمایا تھا افضل صاحب اور عاصمہ بیگم اپنے لاڈلے چہیتے بیٹے سے مل کر بے انتہا خوش تھے چار سالوں میں اس کی شخصیت بے انتہا نکھر گئی تھی وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور ہینڈسم لگنے لگا تھا اس کی شاندار پرسنالٹی میں ایک متاثر کن ٹھہراؤ تھا اس پر نظر نہیں ٹھہر رہی تھی ایسے میں عاصمہ بیگم روایتی ماؤں کی طرح اس کی نظر اتارنے سے باز نہیں آئی تھیں انہوں نے فوراً نظر اتارنے کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی دیا تھا۔

''کبھی ایسے لاڈ، ایسی آؤ بھگت ہماری بھی کر لیا کریں۔'' چاند بھائی ماں کے انداز اطوار دیکھ کر رہ نہ سکے۔

''اتنے عرصے سے تمہاری آؤ بھگت ہی تو کر رہی ہوں۔ وہ تو اتنے سالوں بعد نظر آیا ہے۔'' عاصمہ بیگم نے بڑے بیٹے کو خفگی سے گھورا۔

''اوہ.....یعنی گھر سے دور رہنے والے کی قدر ہوتی ہے؟ او کے آئندہ ہم بھی کہیں پردیس جانے کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔'' چاند بھائی نے پرسوچ انداز سے کہا۔

''اب ہنی مون کا پروگرام بنایئے بھائی صاحب، آٹھ دن بعد شادی ہے، پردیس ہی جانا تھا تو پہلے سوچتے۔'' حسی نے دلچسپ مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے ہوئے ان کو چھیڑا۔

''چلو اب تو سوچ لیا ہے نا؟ گھر پہ کسی اور کو نہ سہی کم از کم بیوی کو تو انتظار ہوا کرے گا نا؟'' چاند بھائی نے افسردگی سے کہا۔

''بس بس زیادہ مظلوم بننے کی کوشش نہ کرو اب تم ہمیں یہ بتا رہے ہو کہ ہمیں تمہارا انتظار ہی نہیں ہوتا؟'' عاصمہ بیگم کڑے تیوروں سے اس کی طرف متوجہ ہوئیں اور وہ بھی یکدم دل کھول کر ہنس پڑے تھے۔

اور آج تو ہمیشہ سنجیدہ اور ریزرو موڈ میں رہنے والے چاند بھائی کا موڈ بھی خاصا خوشگوار، فریش اور شرارتی ہو رہا تھا اور ان کا ایسا موڈ بھی کبھار ہی ہوتا تھا لیکن جب ہوتا تھا تب پورے گھر والے خوش ہوتے تھے کہ چلو کچھ دیر کے لیے ہی سہی وہ اپنی سنجیدگی سے باہر تو آئے۔

''بھابھی کیسی ہیں؟'' حسی نے اپنے برابر بیٹھے چاند بھائی کی طرف جھکتے ہوئے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

''خوبصورت ہے۔'' وہ بھی سرگوشی نما آواز میں بولے۔

''میں نے یہ تو نہیں پوچھا۔'' حسی نے انہیں نروس کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ خجل ہو گئے تھے۔

''لیکن میں تو وہی بتاؤں گا جو آج کل مجھے ہر طرف نظر آ رہا ہے۔ بس اس کی خوبصورتی اور وہ خود۔'' انہوں نے بھی بات بدلتے ہوئے بات کو سنبھال لیا تھا۔

''کانٹیکٹ ہوتا ہے؟''

''نہیں یار وہ پسند نہیں کرتی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

"میں بھابھی کے لیے گفٹس لایا ہوں۔"

"سنبھال کے رکھو شادی کے دن دینا۔"

"میں بھابھی کو دیکھوں گا کب؟"

"دیکھنے کو تو تم آج بھی دیکھ سکتے ہو کل بھی دیکھ سکتے ہو لیکن یار تم اتنے لمبے سفر سے تھکے ہوئے آئے ہو ریسٹ کرو بعد میں مل لینا۔" چاند بھائی نے اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

"تو پھر کب ملوں گا؟ میں نے ہونے والی بھابھی کو دیکھ کر اسے پاس بھی تو کرنا ہے؟" حسی کو بھابھی دیکھنے کا اشتیاق ہو رہا تھا۔

"تو تصویریں دیکھ لو میرے بیڈ روم میں رکھی ہیں۔"

"اب تصویریں دیکھنے کا کیا فائدہ اب تو میں ان کو فیس ٹو فیس دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"ارے یار تو پھر صبر کرو اور سات تاریخ کا انتظار کرو، سات تاریخ کو نکاح اور مایوں کی رسم ہے۔ ایک ساتھ چلیں گے۔" چاند بھائی نے اس کا کندھا تھپکا۔

"رخصتی سے دو دن پہلے نکاح؟" حسی کو حیرت ہوئی۔

"ہاں ان لوگوں میں رسم ہوتی ہے مایوں کے وقت نکاح ہوتا ہے اور پھر لڑکی مایوں کا پیلا جوڑا پہنتی ہے اور اسے تیل لگایا جاتا ہے اور مایوں کا سارا ساز و سامان لڑکے کے گھر سے ہی بھیجا جاتا ہے۔" انہوں نے تفصیل بتائی۔ "اوہ۔" وہ ہونٹ سکیڑ کر رہ گیا تھا۔

"حسی! تم سے ضیغم ملنے آیا ہے۔" عاصمہ بیگم نے اطلاع دی۔

"ضیغی؟" وہ یکدم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا اس نے اپنے کسی بھی دوست کو پاکستان آنے کا نہیں بتایا تھا وہ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا لیکن ضیغم نجانے کیسے اسے کھوجتا ہوا چلا آیا تھا۔ وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر باہر آیا اور گھر کی ایک سائیڈ میں بنے وسیع و عریض مہمان خانے میں آ گیا تھا۔

"ضیغی" اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے پرجوش لہجے میں پکارا ضیغم بھی اسے دیکھ کر یکدم کھڑا ہو گیا تھا۔

"کمینے، ذلیل بتا کر کیوں نہیں آئے؟" ضیغم کے گلے شکوے اور اس کی وضاحتیں شروع ہو چکی تھیں۔

☆☆☆

پانچ دن کیسے گزرے؟ پتا ہی نہ چلا...... نکاح اور مایوں کا دن بھی آن پہنچا تھا، دلہن گجرات کی رہنے والی تھی اس لیے انہیں بارات لے کر اور باقی تمام رسمیں ادا کرنے کے لیے بھی گجرات ہی جانا تھا۔ لاہور سے گجرات کا اڑھائی تین گھنٹے کا سفر تھا اور اسی طویل سفر کے پیش نظر ان لوگوں نے لڑکی والوں سے کہا بھی تھا کہ ساری ارینج منٹ لاہور کے کسی میرج ہال میں رکھ لیتے ہیں لیکن وہ لوگ نہیں مانے تھے اور پھر عاصمہ بیگم نے بھی زیادہ زور نہیں دیا تھا۔ لیکن خود ان لوگوں کو آنے جانے میں خاصی دقت ہو رہی تھی پہلے تین گھنٹے کا سفر کر کے آنا اور پھر جانا، کچھ کم تو نہیں تھا۔ لیکن حسی اس کام کے لیے بھی پیش پیش تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

"تم پیچھے ہٹو، میں خود ڈرائیو کروں گا۔" اس نے چاند بھائی کی گاڑی ڈرائیو کرنے کے لیے تیار ڈرائیور کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ بلیک کلر کی چمکتی دمکتی، بی ایم ڈبلیو پر سرخ ربن بندھا ہوا تھا یہ ربن گاڑی کے انجن، اسکرین اور چھت سے پیچھے تک بندھا ہوا تھا آج ہلکا پھلکا فنکشن تھا اس لیے گاڑی کی ڈیکوریشن بھی ہلکی پھلکی کروائی تھی صرف ایک ربن پر مشتمل۔

"لگتا ہے تمہیں گجرات جانا بڑا اچھا لگ رہا ہے؟" چاند بھائی نے خوش خوش ڈرائیونگ کرتے حسی سے پوچھا۔

"ہاں! میں واقعی بہت خوش ہوں گجرات شہر میرے لیے حقیقتاً بہت اہم ہے، میں نے زندگی کے چار سال اس شہر میں گزارے ہیں اور یہ چار سال میرے لیے بہت یادگار اور قیمتی ہیں۔" اس نے سچائی سے جواب دیا۔

"کیا ہوتا اگر تم مستقل ہی گجرات آنا جانا لگا لیتے۔" انہوں نے چھیڑا۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے کہ اپنے لیے کوئی لڑکی پسند کر کے شادی کر لیتے۔"

"ہاہاہا۔ کیا خوب کہی آپ نے بھی۔ یعنی میں جہاں رہوں گا وہیں شادی کر لوں گا۔ چار سال تو میں انگلینڈ میں بھی گزار کر آ رہا ہوں کیا وہاں بھی کسی کو پسند کر کے شادی کر لیتا؟" اس نے ان کو لاجواب کر دیا۔

"بہر حال! ابھی تو آپ کا گجرات آنا جانا لگا ہوا ہے نا؟ ہماری یادیں بھی تازہ ہوتی رہیں گی۔" ان دونوں بھائیوں کا سفر ہنسی مذاق اور فل والیم کے میوزک میں گزر رہا تھا۔

"آپ مجھے گائیڈ کرتے رہیں، کس طرف جانا ہے۔" اس نے گجرات کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"گاڑی سروس موڑ سے رحمان شہید روڈ پہ ڈالو اور پھر ماڈل ٹاؤن کی طرف ٹرن لے لینا۔" چاند بھائی نے راستہ سمجھایا۔

"ماڈل ٹاؤن؟" حسی کو ماڈل ٹاؤن کے تمام راستوں کا پہلے سے علم تھا اس لیے اب گائیڈنس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

"ہاں۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

☆☆☆

حسی کا ذہن پچھلے دس منٹ سے مسلسل الجھا ہوا تھا وہ ہر طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا، کھوج رہا تھا۔ کیونکہ اس کی یادداشت کی مٹھی سے ایک منظر نکل کر سامنے آ رہا تھا اور اس منظر میں وہ اپنی فرینڈ جوجو کو ماڈل ٹاؤن کے ایک بنگلے کے سامنے ڈراپ کر رہا تھا اور آج بنگلہ بھی وہی تھی۔ ماڈل ٹاؤن بھی وہی تھا، ڈرائیونگ سیٹ پہ بھی وہی تھا لیکن بائیں طرف فرنٹ سیٹ کا منظر بدلا ہوا تھا وہاں جوجو کی بجائے چاند بھائی براجمان تھے۔ اور اس کے ساتھ گیٹ کا منظر بھی کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔ اس روز اس کی سب سے بڑی حریف رائمہ حیدر، جوجو کو ریسیو کرنے کے لیے کھڑی تھی اور آج اسی گیٹ پہ کافی زیادہ لڑکیاں بنک سنک سے تیار خوشبوئیں بکھیرتی پھولوں کی پلیٹیں لیے ان کے استقبال کے لیے کھڑی تھیں!

"ہو سکتا ہے رائمہ وغیرہ نے یہ بنگلہ بیچ دیا ہو؟ ہو سکتا ہے وہ لوگ شفٹ کر گئے ہوں؟ یا پھر ہو سکتا ہے کہ مجھے غلط فہمی ہو رہی ہو؟" اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

خود ہی اندازے لگانے شروع کر دیے۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ چاند بھائی کی شادی رائمہ کے ساتھ ہی ہو رہی ہو؟" اس نے ایک اور قیاس آرائی کی اور پھر خود ہی خفگی سے سر جھٹک دیا۔

"نہیں نہیں ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے اپنے ذہن کی دلیل جھٹلا دی۔

"ہو بھی سکتا ہے۔" ذہن پھر بھی باز نہ آیا۔

"لیکن بھابھی کا نام تو....." اس نے نام سوچنے کی کوشش کی لیکن اس کے حافظے میں اپنی ہونے والی بھابھی کا نام کہیں بھی نہیں تھا۔

"تو کیا مجھے اپنی بھابھی کے نام کا ہی نہیں پتا؟" وہ گاڑی سے اترا تو انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

"چاند بھائی سے پوچھ لو۔" ذہن نے اکسایا۔

"نہیں اس وقت میں ان سے نام پوچھوں؟ جب وہ اپنے سسرالیوں میں گھرے ہوئے ہیں؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"حسی کیا بات ہے اتنے سست کیوں پڑ گئے ہو؟ آگے بڑھو۔"

"عاصمہ بیگم نے اسے خفگی سے دیکھا اور چاند بھائی کے ساتھ کھڑا کیا۔

وہ دونوں بھائی اکٹھے اندر داخل ہوئے ان پہ پھولوں کی برسات شروع ہو گئی ان کو ویلکم کرنے کے لیے باقاعدہ بینڈ بلوایا گیا تھا پھولوں کی چھاؤں اور بینڈ کی سلامی میں وہ لوگ ریڈ کارپٹ پہ چلتے بڑے سے وسیع و عریض لان میں بنے اسٹیج کی طرف آ گئے۔ چاند بھائی کے تمام سسرالی باری باری ان سب سے ملنے کے لیے آنے لگے حسی باری باری سب کے چہرے بغور دیکھ رہا تھا شاید کوئی جانا پہچانا چہرا نظر آ جائے۔ اور پھر ایک چہرے پہ آ کر وہ ذرا سا ٹھٹکا۔ وہ چہرا اریب بھائی کا تھا.....!

"یہ میرا بڑا بیٹا ہے اریب اور یہ اس کی بیوی ہے ایمن۔" شائستہ بیگم نے حسی سے تعارف کروایا وہ جانتی تھیں کہ چاند کا چھوٹا بھائی چند دن پہلے ہی انگلینڈ سے آیا ہے اسی لیے سب سے انجان ہے۔

"السلام علیکم۔" اس نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا تھا۔

"آپ کی بڑی تعریف سنی تھی، چاند صاحب جب بھی بات کرتے ہیں اس بات میں آپ کا ذکر ضرور ہوتا ہے۔" اریب نے مسکرا کر کہا جس پہ حسی بھی مسکرا اٹھا اور اک نظر چاند بھائی کو دیکھا جو اسٹیج کے صوفے پہ کافی شاہانہ انداز میں براجمان تھے۔

"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی۔ وہ مجھ سے پیار کرتے ہیں تو میرا ہی ذکر کرتے ہیں، ورنہ مجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں ہے۔" اس نے انکساری سے کہا۔

"اب ایسی بات بھی نہیں ہے آپ کی خوبیاں تو ہم آپ کے گھر والوں سے سنتے رہتے ہیں، کافی ذہین ہیں آپ۔" اریب نے اسے توصیفی نظروں سے دیکھا۔

"یہ بھی میرے گھر والوں کی اور آپ کی نوازش ہے کہ آپ لوگ مجھے قابل اور ذہین سمجھتے ہیں۔" وہ کافی شائستگی سے بات کر رہا تھا۔

"بیٹا آپ لوگوں کی گفتگو تو میرا خیال ہے کہ زیادہ دیر تک چلے گی ابھی ہمیں نکاح کی رسم تو ادا کر لینے دیجئے۔" عاصمہ بیگم اور شائستہ بیگم نے اپنے بیٹوں کو اسٹیج سے ہٹنے کا کہا اور وہ واقعی اسٹیج سے اتر گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد نکاح کی رسم ادا ہوئی تو مبارک سلامت کا شور اٹھا تھا اور سب کا منہ میٹھا کرایا جانے لگا۔ حسی، اریب کو دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر الجھ رہا تھا کہ اس نے اسی آدمی کو ایک بار رائمہ کے ساتھ سلور اسپون ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا اور وہ لوگ یقیناً بہن بھائی ہی تھے۔ لیکن اگر وہ بہن بھائی تھے تو پھر اس وقت رائمہ کہاں تھی اور یہی تجسس اسے عاصمہ بیگم اور چاند بھائی کے پاس لے آیا تھا۔

"میں بھابھی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"تھوڑی دیر بعد مل لینا اسے تیل لگنے والا ہے مایوں کا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا، پہلے ہی آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا، نہ بھابھی کا نام، نہ بھابھی کی تصویر اور نہ ہی ان کی فیملی کے متعلق کچھ بتایا ہے، میں ابھی ان سے ملنا چاہتا ہوں بس۔" اس کا دو ٹوک اور ہٹ دھرم لہجہ عود کر آیا تھا عاصمہ بیگم اور چاند بھائی دونوں ٹھٹک گئے اس کی خفگی اس کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔ وہ دونوں ماں بیٹا ہنس دیے۔

"سنیے شائستہ بہن۔" عاصمہ بیگم نے سمدھن کو آواز دی۔

"جی کہیے؟" وہ ذرا قریب چلی آئی۔

"یہ حسن اپنی بھابھی سے ملنا چاہتا ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں کیوں نہیں، آؤ بیٹا میرے ساتھ آؤ۔" انہوں نے فوراً اسے چلنے کا کہا اور وہ سر ہلا کر سعادت مندی سے ان کے ساتھ چل دیا اور وہ اسے ساتھ لے کر اوپر بیڈ روم میں آ گئیں جہاں مایوں کی دلہن تیار ہو رہی تھی۔ دروازے پہ دستک دے کر اندر جھانکا۔ دلہن کو دوپٹہ اوڑھایا جا رہا تھا۔ بیوٹیشن اس کے دوپٹے کو پنیں لگا لگا کر سیٹ کر رہی تھی۔

"ہم اندر آ سکتے ہیں؟" شائستہ بیگم نے مسکرا کر پوچھا۔

"مام آ بیٹے نا......" وہ رونہ تکی بیوٹیشن اس کی جلد بازی پہ ہنس پڑی۔

"میں اکیلی نہیں ہوں، تمہارا ایک بڑا پیارا رشتہ بھی میرے ساتھ ہے، تمہارا اکلوتا لاڈلا دیور۔" انہوں نے اپنے پیچھے حسی کو بھی اندر آنے کا کہا اور حسی اندر داخل ہوتے ہوتے سامنے بیٹھی اپنی بھابھی کو دیکھتا رہ گیا اس کے اندر پلنے والی عجیب سی بے چینی کو قرار آ گیا تھا وہ دم سے سنبھل گئے تھے۔

"بیٹا یہ ہے تمہاری بھابھی مائرہ۔ اور مائرہ یہ تمہارا چھوٹا دیور ہے۔ حسن علی۔" انہوں نے تعارف کروایا۔

"السلام علیکم۔" حسن نے سلام کرتے ہوئے ذرا سا سر خم کیا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹھئے نا۔" مائرہ بے اختیار کھڑی ہو گئی۔

"ارے نہیں نہیں بھابھی آپ بیٹھئے، آپ کھڑی کیوں ہو گئیں۔" اس نے احتراماً اسے بیٹھنے کا کہا۔

"تم دونوں بیٹھو، میں نیچے مہمانوں کو دیکھ لوں۔" شائستہ بیگم جانے کے لیے پلٹیں لیکن باہر نکلتے ہوئے وہ یکدم کسی سے ٹکرا گئی تھیں۔

"اف مام۔" وہ یکدم اپنی ناک دباتے ہوئے کراہی۔

"تم اب آرہی ہو؟" شائستہ بیگم بھی سنبھلتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

"سوری مام میں لیٹ ہو گئی تھی پارلر میں اتنا رش تھا جلدی کرتے کرتے بھی دیر ہو گئی، میں نے بیوٹیشن سے کہا بھی تھا کہ مجھے جلدی فارغ کرے ہم نے آپی کے سسرالیوں کو ویلکم کرنا ہے، چاند صاحب کی ایک ہی تو سالی ہے وہ بھی استقبال میں شامل نہ ہوئی تو وہ نہ جانے کیا سمجھیں گے۔" رائمہ نے وضاحت دینی شروع کر دی تھی۔

"اوکے اوکے یہ تفصیل بعد میں سنانا پہلے سب کے ساتھ مل کر مائرہ کو لے کر نیچے آؤ۔"

"اوکے آرہی ہوں۔" اس نے فوراً ہامی بھری اور پیچھے ہٹ کے ان کو راستہ دیا، لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی اس گھر کی دیواریں اس کی نظروں میں چکرا گئیں مائرہ جس شخص کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی وہ شخص رائمہ کو بھولا ہوا تو نہیں تھا جب جب یونیورسٹی کی باتیں اور قصے یاد آتے۔ جب جب جو یاد آتی تھی وہ بھی تو ساتھ ہی یاد آتا تھا اور ان کبھی کبھار کی یادوں نے اس کا چہرا بھولنے تو نہیں دیا تھا کہ وہ اتنے سالوں بعد دیکھنے پہ اسے پہچان نہ پاتی۔

بے شک وہ پہلے سے زیادہ صحت مند ہو گیا تھا اس کی سفید رنگت اور بھی نکھر گئی تھی۔ جینز شرٹ کی بجائے بلیک ٹو پیس میں ملبوس تھا۔ ہیر اسٹائل بدل گیا تھا گفتگو میں ٹھہراؤ آ گیا تھا لیکن اس کے لیے تو وہ آج بھی وہی حسی تھا فلرٹی اور کریکٹرلیس۔ جس کی رائمہ حیدر نے یونیورسٹی کے بیچوں بیچ انسلٹ کی تھی اور اس کے رد عمل کے لیے وہ اتنا عرصہ اتنے دن منتظر رہی تھی کہ وہ اب کیسا وار کرتا ہے؟ مگر اس نے ایسا ویسا کچھ بھی نہیں کیا تھا یہاں تک کہ یونیورسٹی پریڈ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا تھا۔

"رائمہ ٹھہر کیوں گئی ہو؟ آؤ ان سے ملو یہ تمہارے چاند بھائی کے چھوٹے بھائی ہیں۔" مائرہ نے تعارف کرواتے ہوئے رائمہ کی اور بھی کمر توڑ کے رکھ دی تھی اور رائمہ کی ایسی حالت کہ منہ سے سلام کا لفظ بھی نہ نکال سکی۔

"اور حسن، یہ میری چھوٹی بہن ہے رائمہ۔" مائرہ بھابھی نے دلہن ہونے کے باوجود چپ کر کے بیٹھنا مناسب نہ سمجھا اور دونوں کا تعارف کروایا۔

"السلام علیکم۔" حسی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور انتہائی نارمل سے انداز میں سلام کیا تھا۔

"و۔۔وعلیکم اسلام۔" رائمہ نے چونک کر جواب دیا۔

"اچھا بھابھی میں بھی نیچے چلتا ہوں آپ آرام سے آجایئے گا۔ بھائی ویٹ کر رہے ہیں۔" وہ رائمہ کو سرسری سا دیکھ کر مائرہ سے اجازت لیتا باہر نکل گیا تھا۔

"وہ مجھے دیکھ کر نہ ٹھٹکا، نہ چونکا، لگتا ہے اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں؟ ویسے اگر دیکھا جائے تو میرے لیے یہی اچھا ہے کہ وہ مجھے نہ ہی پہچانے۔" رائمہ دل ہی دل میں اندازے لگاتی، قیاس لڑاتی مائرہ کو لے کر پیچھے آ گئی۔

پیچھے تمام لڑکیاں انتظار میں بیٹھی تھیں، دلہن کے آتے ہی الرٹ ہو گئیں، فوراً ہی کیمرہ مین کو بلایا گیا اور دوپٹے کی چھاؤں میں رائمہ اور اس کی کزن مائرہ کو ساتھ لے کر اسٹیج تک آئیں اور اسٹیج پر چاند بھائی کے برابر اسے بیٹھا دیکھ کر رائمہ کے چہرے کی خوشی اور تازگی ایک دم پھر سے ماند پڑ گئی تھی۔ پھر دونوں دولہا اور دلہن کی رسمیں شروع ہوئیں تو رسموں کے دوران رائمہ کو لگا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہے، لیکن وہ جہاں بھی نظر دوڑاتی ہر کوئی اپنی دھن میں نظر آتا تھا۔ وہ اسے دیکھتی وہ بھی دولہا، دلہن کی طرف متوجہ دکھائی دیتا تھا۔

"ارے بچی تیرے حواس کیوں اڑے ہوئے ہیں، ادھر آ تجھے بھی شگن کا تیل لگا دوں۔" رائمہ کی رشتے کی نانی تھیں، سب سے پہلے انہوں نے ہی مائرہ کو تیل لگایا تھا اور وہی تیل سے نچڑتا ہاتھ انہوں نے رائمہ کے بالوں پہ پھیر کر اسے بھی شگن کا تیل لگا دیا تھا، وہ بچاؤ بھی نہ کر سکی۔

"دلہن کا جھوٹا تیل یا مہندی جس کو بھی لگتے ہیں اس کی بھی جلدی شادی ہو جاتی ہے، اللہ تیرے بھی نیک نصیب کرے۔" وہ دعائیں دیتی وہاں سے ہٹ گئیں۔ رائمہ پٹپٹا کے رہ گئی البتہ قریب کھڑی اس کی کزنز ہنس پڑی تھیں۔

"کاش نانی ایسی دعا ہمیں بھی دے جاتیں۔" ثناء نے آہ بھری۔

"پھر کیا ہوتا؟" مہرین نے پوچھا۔

"پھر میں وہ سامنے بیٹھے دولہا کے بھائی سے شادی کر لیتی، قسم سے کمال پرسنالٹی ہے اس کی، مسلسل دل دھڑکائے جا رہی ہے۔" ثناء نے دل پہ ہاتھ رکھا، رائمہ نے ان لڑکیوں کو دیکھا جو ہر ظاہری شخصیت پہ ریجھ جاتی تھیں۔ ہمیشہ انسان کا ظاہر دیکھتی تھیں۔

"رائمہ ادھر آؤ بیٹا بہن کو تیل لگاؤ۔" شائستہ بیگم نے آواز دی اور مجبوراً اسے سب کی نظروں کا مرکز بنتے ہوئے اسٹیج پر آنا پڑا، وہ پیلے اور سبز کمبی نیشن کے چنری کے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی لانگ شرٹ کے ساتھ اس نے چوڑی دار پاجامہ اور ڈبل شیڈ کا کمسہ پہن رکھا تھا۔ قمیص ہاف سلیوز تھی اور دونوں کلائیاں زرد اور سبز چوڑیوں سے بھری ہوئی تھیں، ہر سنگھار اس پہ جچ رہا تھا۔

وہ پہلی بار اس قدر دل لگا کر تیار ہوئی تھی کیونکہ پچھلی بار جب اریب بھائی کی شادی میں بے حد سمپل سے انداز میں تیار ہوئی تھی اور مام کے ساتھ ساتھ سبھی نے کلاس لی تھی کہ "اتنا سمپل رہنے کی کیا ضرورت تھی، بھائی کی شادی ہے بن سنور کر خوشی مناؤ۔" اسی لیے اس نے وہ کسر آج نکال لی تھی سبھی اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے، لیکن اس کا موڈ غارت ہو چکا تھا وہ ساری محفل میں دور دور ہی رہی تھی۔

☆☆☆

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟" وہ لوگ دم بخود رہ گئے تھے۔

"میں نے جو کہا ہے آپ وہ سن چکے ہیں۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ ہی سمجھ لیں۔" وہ بے نیاز تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" عاصمہ بیگم شاک میں بیٹھی تھیں۔

"جیسے میں نے بتایا ہے۔"

"جو تم نے بتایا ہے وہ آسان نہیں ہے۔"

"اگر آسان نہیں ہے تو اتنا مشکل بھی نہیں ہے، آپ لوگ چاہیں تو سب ہو سکتا ہے۔"

"ہمارے چاہنے سے بھلا کیا ہوتا ہے؟" وہ جھنجلا گئیں۔

"سب کچھ آپ کے چاہنے سے ہی تو ہوتا ہے۔" وہ ماں کو دو بدو جواب دے رہا تھا۔

"لیکن بیٹا یہ بات اس طرح کہنا ہرگز مناسب نہیں ہے، تم نہیں جانتے ان لوگوں پہ کیا گزرے گی؟ وہ کیا سوچیں گے؟ کیا، کیا باتیں، کیا سوچیں ان کے ذہن میں آئیں گی؟ ان کے دل ہماری طرف سے ہمیشہ کے لیے بدگمان اور میلے ہو جائیں گے۔" انہوں نے ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"کچھ بھی نہیں ہوگا، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"لیکن تم ایسا کیوں کرنا چاہتے ہو؟" وہ نڈھال سے لہجے میں بولیں۔

"ریزن میں بتا چکا ہوں، اگر آپ لوگ ایسا کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں کل کی فلائٹ سے واپس انگلینڈ چلا جاتا ہوں ہمیشہ کے لیے۔" وہ اپنی بات کہہ کر ان سب پر طائرانہ سی نظر ڈالتا وہاں سے نکل کر اپنے بیڈ روم میں چلا گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے ذہن میں کچھ آیا اور موبائل اٹھا کر ضیغم کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ضیغم آج کل اسلام آباد میں ہوتا تھا۔ جاب کی وجہ سے مایوں کی رسم میں نہیں آ سکا تھا البتہ شادی میں آنے کا پکا وعدہ تھا۔

☆☆☆

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" رائمہ دم بخود رہ گئی تھی۔

"ہاں! بیٹا اب تمہاری بہن کا سہاگ تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر انکار کرو گی تو مائرہ ایک بار پھر بکھر کر رہ جائے گی۔" شائستہ بیگم نے اس کے سامنے تصویر کے دونوں رخ ایک ساتھ رکھ دیے تھے۔

"مما! آپی بکھر کر رہ جائیں گی آپ کو یہ خیال بار، بار آ رہا ہے اور میں؟ میرے بارے میں سوچا ہے آپ نے؟ کیا میں اس بدکردار انسان کے ساتھ رہ پاؤں گی؟" وہ بے بسی لہجے میں چیخ اٹھی۔

"بیٹا انسان ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا، مجھے تو وہ بہت اچھا لگا ہے۔" انہوں نے کمزور سی دلیل دی۔

"ہونہہ! وہ اچھا ہوتا تو آج اپنے بھائی کی شادی سے ایک دن پہلے یہ کرتوت نہ دکھاتا، اس کی اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہرگز نہیں بدلا، وہ آج بھی وہی حسی ہے جو آج سے چار سال پہلے تھا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولتے ہوئے پھنکاری۔

www.Paksociety.com

''وہ تم سے محبت کرتا ہے بیٹا، اس نے ابھی مجھے فون پر سب کچھ بتایا ہے۔'' شائستہ بیگم کی بات پر وہ چکرا گئی تھی۔

''وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا بلکہ وہ تو مجھ سے.....'' رائمہ ''بدلہ'' کہتے کہتے چپ ہو گئی تھی اسے پتا تھا اگر اس نے وہ قصہ سنا دیا تو بھی غلط اسے ہی ٹھہرایا جائے گا۔

''میں جانتی ہوں بیٹا تم دونوں کے درمیان دور دور سے ہی سہی لیکن محبت اور پسندیدگی کا رشتہ تھا جو تمہارے شک کی بنا پر جڑنے سے پہلے ہی ٹوٹ کر رہ گیا لیکن حسن بہت اچھا بچہ ہے اس رشتے کو دوبارہ جوڑنا چاہتا ہے دیکھو رائمہ بدگمانی چھوڑ دو۔'' وہ اسے سمجھا رہی تھیں اور رائمہ ہکا بکا ان کی صورت دیکھ رہی تھی حسن نے سچا جھوٹا قصہ سنا کر ان کو تقریباً قائل کر ہی لیا تھا مگر وہ کچھ بھی سننے اور ماننے کو تیار نہیں تھیں۔

''میری طرف سے انکار ہے۔'' اس نے کہہ کر دروازہ بند کر لیا تھا۔

☆☆☆

''طلاق؟'' مائرہ ریسیور کی دوسری طرف سے طلاق کا لفظ سنتے ہی لہرا کر زمین پر آ رہی تھی۔

''مائرہ.....!'' اریب بھائی، ایمن بھابھی، شائستہ بیگم اور حیدر صاحب بھاگتے ہوئے آئے تھے مائرہ کی بے ہوشی سے صبح ہی صبح گھر میں بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔ پوری رات ان لوگوں نے جاگتے ہوئے آنکھوں میں گزاری تھی اور اب یہ مصیبت الگ.....!

آج آٹھ تاریخ تھی کل 9 نومبر کو شادی کی تقریب تھی لیکن یہ تقریب بھی خطرے میں نظر آ رہی تھی حیدر صاحب کے کندھے جھکے ہوئے تھے اور شائستہ بیگم نڈھال سی پھر رہی تھیں پہلے انہوں نے بچپن میں ہی مائرہ کی انگیج منٹ اپنی بہن کے بیٹے کے ساتھ کر دی تھی وہ خود انگلینڈ میں اور ان کی بہن کینیڈا میں رہائش پذیر تھیں۔ مائرہ اور عاطف کی کافی انڈر اسٹینڈنگ تھی دونوں فون پہ گھنٹوں باتیں کرتے تھے، روزانہ گپ شپ ہوتی تھی لیکن پھر نہ جانے کب اور کیسے عاطف نے بدلنا شروع کر دیا انہیں پتا تب چلا جب وہ ایک انگریز لڑکی جینی کے بچے کا باپ بن گیا اور وہ انگریز لڑکی آج کل اس پہ شادی کے لیے زور ڈال رہی تھی اس نے شاید کیس بھی کر رکھا تھا اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا وہ عاطف سے بہت اٹیچ ہو چکی تھی اور اس معاملے میں کافی حساس بھی تھی یہی وجہ تھی کہ اسے سنبھلنے میں چار پانچ سال لگ گئے تھے۔

پھر دو تین پرپوزل آئے جن کو وہ ٹھکراتی رہی لیکن لاہور ایک جاننے والوں کی شادی میں جانا ہوا تو چاند اور اس کی فیملی سے ملاقات ہوئی تھی مائرہ ان لوگوں کو بہت پسند آئی تھی۔ تیسرے ہی روز وہ لوگ پرپوزل لے کر آ گئے۔ مائرہ، چاند سے روبرو مل چکی تھی اس کی ریزروی شخصیت بہت متاثر کن اور اچھی لگی تھی سو اس رشتے کے لیے رضامندی دے دی تھی لیکن منگنی کے بعد اس نے چاند سے کوئی رابطہ نہیں رکھا تھا وہ پھر سے خواب نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے وہم ستاتے تھے اور آج اس کے وہم سچ ثابت ہو رہے تھے۔ اس نے اتفاقاً فون کال ریسیو کی تھی دوسری طرف چاند ہی تھے وہ رائمہ کے انکار کے ردعمل میں طلاق کی بات کر رہے تھے کہ اگر رائمہ کل تک نہیں مانتی تو وہ طلاق کے پیپرز پہ سائن کر دیں گے، جس گھر میں ان کے بھائی کے لیے اہمیت نہیں تھی اس گھر میں وہ بھی قدم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اور مائرہ ان کی ادھوری بات سن کر ہی بے ہوش ہو گئی تھی اسے ایمرجنسی میں ہاسپٹل لے گئے تھے اور اس کی بے ہوشی اور طلاق کا سن کر رائمہ بھی کمرے سے باہر نکل آئی تھی قدم تھکے تھکے سے تھے.....!

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

''قصرِ نور'' میرج ہال میں جہاں ایک دولہا، دلہن کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا وہاں اب وہ، دولہا اور دلہن ایڈجسٹ کیے گئے تھے جو بھی مہمان آرہے تھے وہ ایک کی بجائے دو جوڑیاں دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ دولہا دونوں ہی خوش اور فریش نظر آرہے تھے ان کی خوشی اور تازگی دور سے ہی محسوس ہو رہی تھی جبکہ دونوں دلہنیں بے حد اداس اور گم سم سی بیٹھی تھیں...... وہ دونوں بھائی بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس انتہائی شاندار لگ رہے تھے البتہ دونوں دلہنوں نے شاکنگ پنک کلر کے لہنگے پہن رکھے تھے، عاصمہ بیگم نے مائرہ کا لہنگا اپنی پسند سے تیار کروایا تھا اور کل جب رائمہ کے مان جانے کا پتا چلا تو انہوں نے اسی بوتیک سے بڑی مشکل سے ویسا ہی لہنگا ڈیمانڈ کیا تھا لہنگے کا میٹریل پہلے سے تیار تھا شاید اسی لیے بوتیک والوں نے ایک رات کے اندر اندر وہ لہنگا تیار کر دیا تھا اور آج صبح ہی وہ لہنگا عاصمہ بیگم کے گھر پہنچا گئے تھے البتہ یہ بات اور تھی کہ انہوں نے ارجنٹ تیار کروائے جانے والے لہنگے کی قیمت ڈبل لی تھی اور ایسا ہی حال زیور کے لیے بھی ہوا تھا۔ میچنگ زیور بھی مشکل سے دستیاب ہوا تھا۔ جلدی جلدی میں انہوں نے چار پانچ ریڈی میڈ سوٹ بھی خرید لیے تھے اور باقی کی شاپنگ شادی کے بعد تال دی کہ رائمہ خود ساتھ آ کر خرید لے گی۔

مائرہ کا سب کچھ تو پہلے سے تیار تھا بس رائمہ کے لیے سب کچھ بھی رہ گیا تھا۔ حالانکہ رائمہ کو ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ تو بت بنی بیٹھی تھی اسے تو قرض کے ساتھ سود کی طرح دیا جا رہا تھا، جس کا اپنا کوئی وجود نہیں تھا اپنی کوئی اہمیت نہیں تھی...... کسی نے اسے مانگا اور گھر والوں نے بے جان شے کی طرح اٹھا کر دے دیا۔ جیسے اس کے ہونے اور نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اور یہی دکھ اسے اداسیوں اور چپ کے حوالے کر گیا تھا وہ اس ماحول میں جیسے باندھ کر بٹھائی گئی تھی۔ فرار کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے۔ بھاگنا ممکن نہیں تھا اور اس کی اسی بے بسی پہ یوں لگ رہا تھا جیسے بھی دیکھنے سننے والے اس کا مذاق اڑا رہے تھے اس مذاق کا احساس اسے تب ہوا جب حسی کے تمام دوست ملنے کے لیے اسٹیج پر آئے تھے۔

''السلام علیکم بھابھی۔'' توصیف اور عباس نے ذرا سا جھکتے ہوئے سلام کیا رائمہ نے چونک کر نظریں اٹھائیں وہ اپنی بھابھی دیکھ کر خوش ہو رہے تھے مسکرا رہے تھے لیکن رائمہ کو ان کی ہنسی اور مسکراہٹ اپنی ذات پہ تازیانہ لگی تھی وہ روح تک جل کے رہ گئی......

''مبارک ہو جناب۔'' حسی کا دوست وجاہت بھی چلا آیا ان دونوں نے اسکول پریڈ ایک ساتھ گزارا تھا پھر وجاہت فرانس چلا گیا تو ملنا جلنا ختم ہو کر رابطہ صرف فون اور نیٹ تک محدود ہو گیا تھا۔ اور آج کل وہ پاکستان آیا ہوا تھا۔

''بھابھی یہ گفٹ آپ کے لیے۔'' وجاہت نے گفٹ اس کی طرف بڑھایا رائمہ گفٹ تھامنے کے لیے ہاتھ آگے نہیں بڑھا سکی تھی۔

''تھینک یو یار، بیٹھو نا تم لوگ۔'' حسن نے اس سے گفٹ تھام کر ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

''اور یہ ہماری طرف سے۔'' ضیغم، علی، ولید، عباس اور توصیف نے بھی باری باری تحائف دیے تھے۔

ان کا گروپ فارغ ہو کر اسٹیج سے اترا تو خاور، زاہد اور غلام مصطفیٰ بھی آ گئے یہ اس کے ہاسٹل کے فرینڈز تھے ایک اس کا دوست اویس بھی تھا جو سیالکوٹ کا رہنے والا تھا وہ بھی اپنا ماسٹرز کمپلیٹ ہوتے ہی یورپ چلا گیا تھا آج کل اسٹڈی ویزہ کی بڑی سہولت تھی اسی لیے بھی صاحب حیثیت اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ مہمان ابھی آرہے تھے اور آنے والے مہمانوں میں انعم، انیلا اور آمنہ وغیرہ بھی شامل تھیں۔ رائمہ ان سب کو دیکھ دیکھ کر غش کھانے کے قریب ہو گئی تھی کہ اس نے کس کس کو انوائیٹ کر رکھا تھا اور یونیورسٹی کے اتنے سالوں بعد بھی ان کا ان سب سے کانٹیکٹ تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے تین چار ٹیچرز کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ وہ سب حسی کا وسیع حلقہ احباب دیکھ کر حیران ہو رہے تھے!

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM

تازہ سرخ گلابوں سے سجی سیج پہ بیٹھی دلہن بنی رائمہ اپنی انا مجروح ہوئے جانے کا ماتم منا رہی تھی۔ اسے ہر شے بری لگ رہی تھی یہ پھول، یہ بستر، یہ سجاوٹ، یہ کمرا، یہ گھر، یہ لوگ سب کچھ...... سب کچھ ہی تو برا لگ رہا تھا اور اس ہر چیز سے وابستہ اس شخص سے نفرت وحقارت محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا جی چاہ رہا تھا وہ ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دے، ہر چیز کو آگ لگا دے اور اپنی بے بسی پہ دھاڑیں مار مار کے روئے کہ وہ آج اس شخص کی باندی بنا دی گئی تھی جس کو وہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی جو کسی بھی لحاظ سے اس کے قابل نہیں تھا جو فطرتی اور دھوکے باز تھا جو بد چلن اور بد کردار تھا اور انتہائی چالباز بھی تھا اس نے کتنی آسانی سے بیٹھے بٹھائے چال چلی اور رائمہ حیدر جیسی ناقابل تسخیر لڑکی کو اپنی مٹھی اپنی قید میں لے لیا تھا لیکن اب وہ ایسی بھی نہیں تھی کہ اس کے سامنے سر جھکا دیتی وہ بھی بلا کی ضدی، بدگمان اور انا پرست لڑکی تھی اپنی بات سے ہٹنا یا پھر اپنے خیالات کو غلط قرار دینا اسے بھی نہیں آتا تھا۔

وہ ہر چیز کو سلگتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی جب دروازے پہ ہونے والی آہٹ سے چونک گئی...... لیکن دروازے پہ وہ نہیں تھا جو وہ سمجھ رہی تھی۔

"کیسی ہو بیٹا؟" عاصمہ بیگم کی آواز اس کے قریب سے آئی اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔" وہ مدھم سے لہجے میں بولی۔

"کھانا لے کر آؤں۔"

"نہیں بھوک نہیں ہے۔" اس نے انکار کر دیا۔

"بھوک کیوں نہیں ہے؟ تم نے ہوٹل میں بھی کچھ نہیں کھایا ابھی میں مائرہ کو بھی کھانا دے کر آئی ہوں وہ ماشاء اللہ کافی ریلیکس اور خوش ہے تم بھی ہر بات ذہن سے جھٹک کر اپنی ٹینشن کم کرو اور انجوائے کرو، یہ گھر جتنا مائرہ کا ہے اتنا ہی تمہارا بھی ہے کسی بھی چیز یا کسی بھی معاملے میں جھجک اور شرم سے کام مت لینا، حسی میرا بہت اچھا بیٹا ہے، بہت ذہین اور لائق، میرا خیال ہے کہ تم اس کی طرف سے کچھ بدگمان ہو، لیکن مجھے یقین ہے جب بھی تمہاری بدگمانی دور ہوگی تم اسے ایک بہترین ہم سفر کے روپ میں دیکھو گی، اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے، خوش اور آباد رہو......" وہ اسے دعا دیتیں اس کا سر تھپک کر چلی گئیں۔

رائمہ چپ کی چپ بیٹھی رہی اس نے کچھ بھی نہیں کہا تھا چند منٹ بعد ملازمہ دودھ اور کھانے کی ٹرے رکھ گئی عاصمہ بیگم کو پتا تھا کہ وہ کل سے بھوکی ہے جب بھوک لگے گی تو کھانا کھا لے گی...... جب رائمہ کو اطمینان ہو گیا کہ اب اور کوئی بھی اندر نہیں آئے گا وہ بیڈ سے اٹھنے اور لباس تبدیل کرنے کا سوچنے لگی لیکن جیسے ہی اس نے بیڈ سے اترنے کے لیے پاؤں سمیٹے اچانک سے دوزوردار آواز میں قہقہہ لگاتے ہوئے عجلت میں اندر داخل ہوا تھا جیسے اس کو پیچھے سے کسی نے پکڑنے کی کوشش کی ہو اور یہ کام یقیناً کسی تنگ لینے والے کا ہی تھا اس نے اسی طرح ہنستے ہوئے دروازے کا لاک لگا کر بولٹ بھی چڑھا دیا تھا۔

"میں تمہیں دیکھ لوں گی حسی، میں پیچھا نہیں چھوڑنے والی تمہارے دروازے پہ ساری رات پہرہ دوں گی۔" باہر سے اس کی بہن سعادی

کی آواز آئی۔ ایک سال پہلے ہی اس کی بہن سعادی کی شادی ہوگئی تھی وہ اپنے ہزبینڈ کے ساتھ ملک سے باہر چلی گئی تھی اور اب بھائی کی شادی میں آنے میں پرابلم ہو رہی تھی شادی سے پہلے سیٹ نہ ملنے کی بنا پر وہ آج پاکستان پہنچی تھی اس نے آ کر دونوں بھابھیوں کا استقبال خوب کیا تھا اور اب نیگ کے لیے شور مچا رہی تھی۔

"اچھا ہے پہرہ دیتی رہو، کسی کو اندر مت آنے دینا۔" حسی نے شرارت سے کہا اور وہ تملاتی ہوئی پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی۔ حسی کو اس کی ٹک ٹک کرتی ہیل کی آواز سنائی دی تھی وہ مطمئن ہو کر پلٹ کر بیڈ کی طرف آ گیا تھا اپنے تاثرات کنٹرول کرتے ہوئے اس نے بغور رائمہ کی طرف دیکھا وہ سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے؟ کہاں کی تیاری ہے؟" وہ نارمل سے انداز میں ذرا سا مسکرا کر بولا۔

"بے فکر رہو، تم سے ڈر کر بھاگنے والی نہیں ہوں۔" وہ تمسخر سے چبا کر بولی۔

"ویلڈن...... مجھے تم سے یہی امید تھی۔" وہ خوشی کا اظہار کرتا اس کے برابر بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا وہ بھی اتنے قریب کے دونوں کے کندھے اک دوسرے سے مس ہونے لگے۔

"مجھ سے وابستہ تمہاری ہر امید ناکام رہے گی۔" وہ انتہائی تلخ ہو رہی تھی۔

"ہوں! ایسا نہیں ہوگا، بلکہ مجھے امید ہے کہ تم میری ہر امید پر پوری اترو گی۔" حسی نے عجیب سے ذو معنی لہجے میں کہتے ہوئے رائمہ کا سونے کی چوڑیوں اور انگوٹھیوں سے سجا مخروطی ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا تھا اور اس کے ہاتھ کو سہلاتے ہوئے ہلکا سا چوڑیوں کو چھیڑا تھا رائمہ نے اس کے لمس سے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے ہاتھ واپس کھینچ لیا تھا۔

"ڈونٹ ٹچ می، دور رہو مجھ سے۔" وہ نفرت سے پھنکاری تھی جبکہ وہ اس کی حرکت پر مشتعل ہونے کے بجائے مسکرا دیا۔

"یہ میری دوسری امید ہے جو تم نے پوری کی ہے۔" اس نے دل جلانے والے انداز میں کہا۔ رائمہ چونک گئی۔

"میں نے کہا نا تم میری ہر امید پوری کرو گی۔" وہ رائمہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں جو کہنا چاہتا ہوں تم وہ سمجھو گی ہی نہیں۔" وہ معنی خیز لہجے میں بولتا ذرا سا اس کی سمت جھکا لیکن رائمہ یکدم بیڈ سے اٹھ کر اس سے دور ہٹ گئی تھی۔

"تم نے جو کرنا تھا کر لیا اب اور نہیں۔" رائمہ کے لفظ لفظ میں نفرت سمائی ہوئی تھی۔

"میری جان، میں ایک شریف، معصوم اور سادہ سا بندہ ہوں میں نے بھلا کیا کرنا ہے؟" وہ جان بوجھ کر چھیڑنے والے انداز سے کہتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟" رائمہ نے بے لچک انداز میں استفسار کیا تھا اس کی سوالیہ نظریں حسی کے چہرے پر گڑی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

''تم اچھی لگی ہو،اس لیے۔'' اس کا جواب سیدھا اور مختصر سا تھا نگاہوں میں دلچسپی تھی وہ اسے سرتاپا گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''تمہیں تو پتا نہیں کون کون اچھا لگتا ہے؟'' رائنہ کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

''یار یہ کون کون کا سوال ابھی رہنے دو، کبھی فرصت سے جواب دوں گا، ابھی تم اپنی اور میری بات کرو۔'' وہ دو قدم بڑھا کر اس کے اور اپنے درمیان کا فاصلہ اور بھی کم کر چکا تھا۔

''اپنی بات؟ اپنی بات یہ کروں کہ مجھے تم جیسے غلیظ انسان سے نفرت ہے، تم ایک کریکٹرلیس......''

''شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ رائنہ حسن، زبان کھینچ لوں گا اگر تم نے آئندہ میرے لیے کریکٹرلیس کا لفظ استعمال کیا تو'' اس نے یکدم غضب ناک انداز میں دھاڑتے ہوئے رائنہ کا چہرہ ایک ہاتھ میں دبوچ لیا تھا اتنی سختی سے کہ رائنہ کا جبڑا کڑکڑا کے رہ گیا وہ آگ اگلتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''میں کریکٹرلیس نہیں ہوں، میں بدکردار نہیں ہوں، میں کمزور نفس اور انا کا مارا ہوا انسان نہیں ہوں۔ میں اگر ایسا ہوتا تو آج تم اتنی عزت اور غرور کے ساتھ میرے سامنے کھڑی نہ ہوتیں، میں اپنی انسلٹ کے بدلے تمہیں کب کا تمہارے انجام تک پہنچا چکا ہوتا، جس طرح تم نے بیچ چوراہے میں میری توہین کی تھی بالکل اسی طرح اگر میں چاہتا تو تمہیں بیچ چوراہے پہ رسوا اور بدنام کر سکتا تھا، میں اپنی ہتک کے بدلے میں تمہاری عزت پہ داغ لگا سکتا تھا، میں تمہیں تمہاری ہی نظروں سے گرا سکتا تھا اتنا کہ اپنے آپ سے بھی نظر ملانے کے قابل نہ رہتیں آج تک جو غرور تم ساتھ لیے پھر رہی ہو وہ کب کا مٹی میں مل چکا ہوتا مگر ایسا تب ہوتا اگر میں بدکردار ہوتا۔

تم نہیں جانتیں رائنہ حسن! میں نے تم پہ کتنا بڑا احسان کیا ہے اس وقت میرے دوستوں نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ میں جیسے چاہوں تم سے برتاؤ کروں وہ ہر طرح سے میرے ساتھ ہیں لیکن میں نے دوستوں کے اکسانے کے باوجود ایسا کچھ نہیں کیا جو تمہیں رسوا کر دیتا اور تم ساری عمر بیٹھ کر روتی رہ جاتیں۔'' حسی نے کاٹ دار لہجے میں کہتے ہوئے اس کا چہرا جھٹکے سے چھوڑ دیا تھا اور رائنہ گنگ سی اسے دیکھ رہی تھی۔

''میری جن فرینڈز کو تم اپنی گندی ذہنیت سے دیکھتی ہو وہ میری بہت اچھی فرینڈز ہیں کل بھی اور آج بھی...... تم نے ہمیشہ لڑکے لڑکیوں کو ''گرل فرینڈ'' اور ''بوائے فرینڈ'' کے ترازو میں تولا ہے۔ تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ فرینڈشپ، جسٹ فرینڈشپ بھی ہو سکتی ہے، تم نے جائز تعلقات کا کبھی سوچا ہی نہیں، بلکہ ہمیشہ ناجائز تعلقات پہ دھیان دیا ہے۔ تم اچھا نہیں سوچتیں ہمیشہ برا سوچتی ہو، برا پہلو سامنے رکھتی ہو اور اچھا پہلو پس پشت ڈال دیتی ہو۔ میں لڑکیوں کے بارے میں کیا سوچتا ہوں میں اس کے لیے جوابدہ ہوں۔ اور لڑکیاں میرے حوالے سے کیا سوچتی ہیں اس کے لیے وہ جوابدہ ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو خواب نہیں دکھائے، کبھی محبتوں کے وعدے نہیں کیے، کبھی شادی کا جھانسا نہیں دیا، میں جب بھی کسی کے ساتھ فرینڈشپ کرتا تھا سب سے پہلے اپنی ہر اچھی بری بات بتاتا تھا کبھی کچھ چھپا کر نہیں رکھا، کبھی دھوکا نہیں دیا، کبھی لڑکیوں کی معصومیت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ میں ہمیشہ لڑکیوں کے ساتھ ڈیٹ پہ گیا مگر ایسی ڈیٹ پہ جو اخلاقی حدود کے اندر ہو حدود سے باہر نہیں۔ میں جس ڈیٹ پہ بھی گیا وہ ڈیٹ ہمیشہ ریسٹورنٹ کے ہال میں بیٹھ کر گزاری کبھی کسی ہوٹل کے بیڈ روم تک جانے کی نوبت نہیں آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

میں نے ہمیشہ اپنی فرینڈز کا احترام کیا ہے انہیں ایک لیول تک رکھا ہے کبھی اس لیول سے بڑھنے نہیں دیا۔ البتہ وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں؟ کیسے خیالات اور کیسے جذبات رکھتی ہیں؟ اس چیز سے مجھے کوئی مطلب نہیں۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ میری لائف ایک دم کلیئر ہے۔ جتنا بدکردار تم اپنے آپ کو سمجھتی ہو اس سے کئی گنا زیادہ باکردار میں خود ہوں۔ میری زندگی اللہ کے فضل و کرم سے پاک اور صاف ہے میں کردار کے لحاظ سے اللہ کی نظر میں بھی سرخرو ہوں اور اپنی نظر میں بھی۔ کیونکہ میں نے آج تک کوئی بھی غلیظ حرکت نہیں کی۔ میں زانی نہیں ہوں، میں کریکٹر لیس نہیں، رائنہ حسن سنا تم نے میں بدکردار نہیں ہوں۔“

وہ اسے کندھوں سے تھام کر جھنجوڑتے ہوئے بولا تھا رائنہ پتھر کی ہو چکی تھی۔ وہ شخص کس حد تک سچا تھا یہ اس کے چہرے سے نظر آرہا تھا اس کی سچائی اس کے مضبوط لفظوں سے ظاہر ہو رہی تھی۔ اس نے جو باتیں کی تھیں وہ سچ ہی تو تھیں جو جو بھی تو یہی کہتی تھی کہ حسن ایسا نہیں ہے جیسا تم سوچتی ہو۔ اس کی گواہی تو کئی لڑکیوں نے بھی دی تھی مگر رائنہ ہمیشہ ان سب کو فرینڈ سمجھ کر اگنور کر دیتی تھی۔ مگر وہ کب تک اگنور کر سکتی تھی؟

”رائنہ برا وہ نہیں ہے بری تمہاری سوچ ہے، تم وہی پڑھے لکھے جاہلوں جیسا انداز اپنا چکی ہو، جس کو بھی دیکھا، ہمیشہ شک کی نظر سے دیکھا، دقیانوسی ذہنیت ہے تمہاری، تم سمجھتی ہو کہ لڑکے لڑکیاں دوست ہو ہی نہیں سکتے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں، ضروری نہیں کہ ایک ساتھ نظر آنے والا لڑکا اور لڑکی ناجائز تعلق میں ہی بندھے ہوں۔ ان کا رشتہ ایک پاکیزہ رشتہ بھی ہو سکتا ہے بس اس رشتے کو پرکھنے والی آنکھ اور سوچ اچھی ہونی چاہیے۔“ جو جو کی بہت پہلے کی کہی ہوئی بات اس کے ذہن میں گونجی تھی۔ رائنہ...... بےدم سی ہو کر بیڈ پہ بیٹھ گئی اسے اپنا دماغ اک بوجھ سا لگنے لگا تھا وہ سر تھام کر بیٹھ گئی اور یونہی بیٹھے بیٹھے اسے نجانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔ وہ چونکی اس وقت جب کمرے میں ملگجا سا اندھیرا دیکھا تھا اس نے یکدم بیڈ کی دوسری طرف دیکھا حسن کپڑے تبدیل کر کے بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ لیٹا سو رہا تھا۔

”اف! اتنی دیر گزر گئی؟“ وہ دل تھام کے رہ گئی۔

اب وہ اسے جگا کر کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی سو مجبوراً اٹھی کپڑے اور زیور وغیرہ تبدیل کر کے آرام دہ سوٹ پہن کر خود بھی بیڈ پہ آ کر لیٹ گئی تھی، نیند کوسوں دور تھی۔

☆☆☆

صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس کی پہلی نظر بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ گئی تھی وہ وہاں نہیں تھا۔ اس نے فوراً کمرے میں نظر دوڑائی وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہیئر برش کرتا نظر آیا تھا رائنہ آہستگی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”گڈ مارننگ“ وہ آئینے میں اس کا عکس دیکھ چکا تھا بیڈ کے بالکل سامنے ہی ڈریسنگ ٹیبل تھی اس لیے پشت ہونے کے باوجود اپنے پیچھے کا منظر با آسانی دیکھ سکتا تھا۔ رائنہ نے حیرت سے اس کو دیکھا، رات اتنا کچھ ہونے کے باوجود کتنا ریلیکس، لاپرواہ اور نارمل نظر آرہا تھا بلکہ اسے مارننگ وش کر رہا تھا۔

”تم تیار ہو جاؤ، نیچے جا کر ناشتہ بھی کرنا ہے۔ سعادی ناشتہ اوپر لے کر آرہی تھی، میں نے منع کر دیا ہے۔“ وہ ہیئر برش ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھ

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

کر اس کی طرف مڑا اور رائمہ کو اک نظر دیکھ کر بیڈ روم سے باہر نکل گیا تھا اور کچھ کہنے کی غرض سے رائمہ کے لب کھلے رہ گئے وہ اس کو بولنے کا موقع دیئے بغیر سامنے سے ہٹ گیا تھا رائمہ ہاتھ ملتی ہوئی اٹھ کر واش روم میں چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو کمرے میں عجیب سی فرفراہٹ کی آواز پر ٹھٹک گئی تھی آگے پیچھے دیکھنے کے بعد اسے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر حسن کا ٹچ سسٹم موبائل نظر آیا جو وائبریشن سے متحرک رہا تھا اور اس کی اسکرین روشن ہو رہی تھی رائمہ نے آگے بڑھ کے موبائل اٹھا لیا سامنے "جوجو کالنگ" دیکھ کر وہ ذرا کی ذرا چپ ہوئی اور پھر کال ریسیو کی۔

"گڈ مارننگ حسی۔" جوجو کی آواز چہک رہی تھی۔

"گڈ مارننگ ٹو....." رائمہ کی آواز دھیمی تھی۔

"کون؟" جوجو چونکی۔

"مسز رائمہ حسن۔" رائمہ نے بڑے ریلیکس سے انداز میں اپنا تعارف دیا اور جوجو یکدم کھلکھلا کر ہنس پڑی اس کی ہنسی ائیر پیس سے کھنک کے ساتھ باہر آ رہی تھی۔

"میں پہلے ہی پہچان گئی تھی بس تم سے تعارف سننا چاہ رہی تھی۔ گڈ ویری گڈ، بہت اچھا لگا سن کر، اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔" جوجو بالکل اسی انداز میں بات کر رہی تھی جیسے پہلے کرتی تھی اس نے رائمہ کو یہ بھی نہ جتایا کہ یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی تم نے اپنا نمبر اسی لیے چینج کر لیا تھا کہ وہ لوگ اس سے کانٹیکٹ نہ رکھ سکیں اور سچ ایسا ہی ہوا تھا یونیورسٹی کے فوراً بعد جوجو کی شادی ہو گئی تھی اس کا ہزبینڈ امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں لیکچرار تھا وہ پچھلے چار سالوں سے امریکہ میں تھی اور مسلسل حسی کے ساتھ رابطے میں تھی اس کے ہزبینڈ کو بھی ان کی دوستی کا پتا تھا لیکن وہ اس دوستی پہ کوئی اعتراض نہیں کرتا تھا، کیونکہ وہ دوستی کو محض دوستی ہی سمجھتا تھا۔ تعلقات میں نہیں بدلتا تھا!

"آمین، اینڈ تھینک یو۔" رائمہ کا لہجہ بھی دھیما تھا۔

"زندگی کی نئی شروعات مبارک ہو اور نئی صبح بھی۔"

"خیر مبارک۔" وہ جوجو کے اتنے خلوص پہ اندر ہی اندر شرمندہ ہو رہی تھی۔

"حسی کہاں ہے؟"

"شاید نیچے گیا ہے۔"

"تم دونوں میں کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟" جوجو فکرمند سے انداز سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں۔"

"شاباش، اچھی بات ہے گزری باتوں کو بھول جاؤ اور نئی زندگی کی شروعات کرو اچھے اور مخلص دل سے۔"

"انشاء اللہ تم سب دوستوں کی دعا چاہیے۔"

"ہماری دعائیں تو تمہارے ساتھ ہیں جب سے حسی نے تمہارا بتایا تھا ہم مصلا ڈال کر بیٹھ گئے تھے۔" جوجو ہنستے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

بولی گویا وہ اپنے دوستوں کو پہلے ہی بتا چکا تھا؟

"تم پاکستان کب آ رہی ہو؟"

"جب تم اور حسی انوائیٹ کرو گے۔"

"ہم آج ہی کر لیتے ہیں۔"

"میں بھی آج ہی آ جاؤں گی، لیکن خواب میں۔" جوجو نے بے چارگی سے کہا اور پھر دونوں ہنس پڑیں۔

سعادی اندر آئی تو رائنہ نے جوجو سے معذرت کر کے فون بند کر دیا تھا وہ اسے ناشتے کے لیے بلانے آئی تھی۔

☆☆☆

"جناب چاند افضل صاحب تو آج بڑے خوش ہیں؟" حسی نے جیم کا ڈھکن کھولتے ہوئے بھابھی اور بھائی کو دیکھا اور ساتھ ہی انہیں چھیڑ بیٹھا۔

"کیوں تم خوش نہیں ہو؟" چاند بھائی نے تیزی سے کہا۔

"خوش تو ہوں مگر اتنا نہیں جتنے آپ دکھائی دے رہے ہیں۔ مسکراہٹیں اور شرماہٹیں بکھری پڑی تھیں۔ کیوں بھابھی ایک ہی رات میں کون سا منتر پڑھ کے پھونکا ہے؟" حسی نے شرارت سے دونوں کو دیکھا مائرہ نے مسکرا کر چہرہ جھکا لیا وہ شرمائی شرمائی سی واقعی بہت اچھی اور پیاری لگ رہی تھیں۔

"اوئے میاں مجنوں، دو روز پہلے کیا حال تھا تمہارا؟ شادی کے لیے مرے جا رہے تھے جبکہ یہ کہنا چاہئے کہ میری اکلوتی سالی پہ مرے جا رہے تھے اگر وہ بے چاری ہامی نہ بھرتی تو تم ابھی تک کشکول تھام کے کسی اور طرف نکل چکے ہوتے۔" وہ بھی موڈ میں ہوتے تو ان کے سامنے بھی کسی کی نہیں چلتی تھی۔

"اب ایسی نوبت بھی نہیں آئی کہ میں کشکول تھام لوں، میں کسی کے عشق میں مرا نہیں جا رہا تھا۔" حسی نے اچٹتی سی نظر رائنہ کے چہرے پہ ڈالی وہ چپ چپ سی بیٹھی تھی۔ ان سب لوگوں نے حسی کی بات کو مذاق میں لیا تھا لیکن رائنہ جانتی تھی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"تم لوگ کبھی تو آرام سے ناشتا کر لیا کرو۔" عاصمہ بیگم نے خفگی کا اظہار کیا۔

"ماما بولتے رہنے سے کھانا ہضم ہوتا رہتا ہے۔" سعادی نے سلائس چباتے ہوئے کہا اور بات ہی ختم کر دی۔

"او اچھا! تو اسی لیے تم بولتی رہتی ہو اور کھاتی رہتی ہو۔" حسی نے بھنویں اچکائیں۔

"تم مجھ سے بات نہ ہی کرو تو اچھا ہے۔"

"ارے میری جان کیوں نہ کروں؟" حسی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تم نے مجھے رات کو نیگ ہی نہیں دیا چاند بھائی نے تو فوراً دے دیا تھا۔"

"اسی لیے تو کہا ہے جناب چاند افضل صاحب کی تو خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے، نوٹ بانٹتے پھر رہے ہیں۔" اس نے پھر رخ چاند

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

بھائی کی طرف موڑا۔

"وہ تو ہاتھ تنگ ہے بھر رہے ہیں لیکن تم کنجوس کہیں کے اپنے نوٹوں کا والٹ بھرے پھر رہے ہو۔" سعادی تلملا کر بولی۔

وہاں موجود بھی مسکرا دیے وہ خود بھی ہنس پڑا۔

"سعیدہ!" عاصمہ بیگم نے بیٹی کو سرزنش کی۔

"بھائی ہے تمہارا کچھ تو سوچ سمجھ کر بولا کرو۔"

"مام! یہ بھائی ہے میرا مگر مجھ سے چھوٹا ہے۔" سعادی نے وضاحت دی۔

"اف او کے یار تم جو جی چاہے کہو۔" حسی نے سعادی کا کندھا تھپکا وہ اس سے ایک سال بڑی تھی۔

"چھوٹی بھابی کیوں اداس ہیں؟" سعادی نے بلند آواز سے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ رائمہ گڑبڑا گئی سارے اسی کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

"یہ بات تو میں بھی نوٹ کر رہا تھا۔" افضل صاحب گلا کھنکارتے ہوئے بولے۔

"نن نہیں انکل، ایسی کوئی بات نہیں، میں ان فیکٹ آپ سب کی باتیں سن رہی ہوں۔ سعادی کی اور چاند بھائی کی باتیں سن کر لگ رہا ہے جیسے فرینڈز آپس میں نوک جھونک کر رہے ہوں۔" اس نے حسی کا نام لیتے ہوئے جھجک محسوس کی تھی اسی لیے اس کا نام لینے سے کترا گئی تھی۔

"اور ان فرینڈز میں تم بھی شامل ہو سکتی ہو، یہ تمہارا اپنا گھر ہے بیٹا۔" انہوں نے اپنی چیئر گھسیٹ کر اٹھتے ہوئے رائمہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر تسلی دی تھی۔

"جی انکل۔" وہ سعادتمندی سے بولی۔ افضل صاحب کے ساتھ ساتھ چاند بھائی بھی اٹھ کر چلے گئے، شام کو ولیمہ کی رسم تھی کافی انتظامات دیکھنے تھے ابھی۔ مائرہ عاصمہ بیگم کے ساتھ بیڈ روم میں آ گئی اور ان دونوں کے ساتھ اب سعادی موجود تھی سو تنہائی محسوس کرتے ہوئے وہ بھی وہاں سے کھسک گئی۔

رائمہ کے پاس موقع اچھا تھا اس نے ڈرتے ڈرتے حسی کی طرف دیکھا۔

"میں بھی بھائی اور ڈیڈ کے ساتھ جا رہا ہوں تم آرام سے ناشتا کرو، سعادی آ جاتی ہے ابھی۔" وہ کپ رکھتے ہوئے کرسی دھکیل کر کھڑا ہو گیا اور جھپاک سے باہر نکل گیا۔ رائمہ ایک بار پھر دیکھتی رہ گئی۔ اوہ خفا تھا۔ یہ تو ظاہر ہو ہی چکا تھا!

☆☆☆

شام آٹھ بجے وہ تیار ہو کر ہال میں پہنچیں تو وہ دونوں بھائی انہیں ریسیو کرنے کی غرض سے گیٹ پہ ہی موجود تھے۔ مائرہ کو دیکھ کر چاند بھائی فوراً قریب گئے اور اسے گاڑی سے اترنے میں مدد دی تھی جبکہ حسی اپنی جگہ پہ جنوز کھڑا تھا۔

"حسی کھڑے کیا دیکھ رہے ہو؟ اسے لے کر آؤ۔" افضل صاحب کی آواز پہ وہ ٹھٹکا اور پھر فوراً گاڑی کے قریب چلا گیا لیکن جیسے ہی رائمہ پہ نظر پڑی، نظر ہٹانا بھول گیا۔ وہ مبہوت کھڑا رہ گیا تھا اجابی قیمتی گولڈن لہنگے میں وہ ریڈی میک اپ کے ساتھ سر سے لے کر پاؤں کے انگوٹھے تک ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

سنوری ہوش اڑا رہی تھی۔ اس کا ہوشربا حسن ایمان شکن ثابت ہو رہا تھا حسی نے پہلے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا تھا۔ مگر جب دیکھا تھا تو پھر کچھ اور دیکھنا بھول گیا تھا۔

"دیکھیں جی ساری بات ہے پیار کی، پیار ہو تو بندہ بیچ راستے میں بھی ہوش گم کر بیٹھتا ہے۔" چاند بھائی نے قریب آ کر کہا تو حسی سٹپٹا کر متوجہ ہوا تھا اور پھر اپنی خجالت چھپانے کے لیے ادھر ادھر دیکھنے لگا مائرہ اور چاند بھائی ان دونوں کے انتظار میں کھڑے تھے تاکہ ایک ساتھ اندر جائیں۔

"تم لوگ آگے چلو اور یہ پیچھے آتے ہیں۔" عاصمہ بیگم نے چاند بھائی سے کہا پھر حسی کو اشارہ کیا اور خود اندر چلی گئیں۔ چاند بھائی کی دیکھا دیکھی حسی نے بھی رائمہ کے بازو میں بازو ڈال لیا تھا اور وہ دونوں جوڑیاں بہت آہستہ روی سے متوازن چال چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ریڈ کارپٹ پہ نہیں بلکہ ریمپ پہ چل رہے ہوں!

"اگر ایسا ہی بی ہیو کرنا تھا تو مجھ سے شادی کیوں کی؟" رائمہ آہستگی سے اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولی۔ نظریں ہال میں بیٹھے لوگوں پہ تھیں جو گردنیں موڑ کر انہیں اشتیاق سے دیکھ رہے تھے اور دیکھنے کے بعد ان کے چہروں پہ ستائش ابھر رہی تھی۔

"مجھے ایسے بی ہیو پہ تم نے مجبور کیا ہے۔" وہ بھی اس کی طرف دیکھے بنا آہستگی سے بولا۔

"میں جس کام پہ مجبور کروں گی، آپ کر لیں گے؟" رائمہ کے سوال میں تجسس تھا۔

"ہاں۔"

"لیکن کیوں؟ آپ میرا کہا کیوں مانیں گے؟" وہ بے یقین تھی۔

"کیونکہ تم میری بیوی ہو۔"

"تو پھر ایک کام کرنے کو کہوں؟"

"بالکل کہو۔"

"مجھ سے فرینڈشپ کر لیں۔" اس نے فرمائش کی۔

"تم سے شادی کر لی ہے، کیا یہ کم نہیں ہے؟"

"آپ اچھے شوہر ہیں یا نہیں مجھے اس چیز کا علم نہیں البتہ آپ ایک اچھے دوست ہیں یہ میں اچھی طرح جان گئی ہوں۔" اس نے اعتراف کیا۔

"جان جانے کا شکریہ۔"

"ناراض ہیں مجھ سے؟"

"ہاں۔" وہ ہاں کہنے کے ساتھ ہی اسٹیج کی سیڑھی پہ قدم رکھ چکا تھا رائمہ کی بات وہیں رہ گئی۔

"السلام علیکم بھابھی۔" وہ لوگ بیٹھے ہی تھے کہ حسی کے دوستوں نے ایک بار پھر ہلہ بول دیا۔

"وعلیکم السلام، بیٹھیے نا۔" رائمہ کا دل صاف ہو چکا تھا اب اس کے لیے سارے رشتے بہت پیارے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

''جی ابھی ہم بیٹھنے کے لیے ہی آئے ہیں، دراصل ہم نے آپ کو انفارم کرنا تھا۔'' توصیف نے حسی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''انفارم؟''

''جی دراصل حسی صاحب کی ایک نئی لڑکی کے ساتھ فرینڈ شپ ہوئی ہے، ابھی اسی ہال میں دونوں ہیلو ہائے کر رہے تھے آپ بیچ بچاؤ کر لیجیے گا۔'' توصیف نے شاید کوئی پرانا بدلہ چکانا چاہا تھا۔

''کوئی بات نہیں، فرینڈ شپ تو کسی سے بھی ہو سکتی ہے، اور رہی بات ہیلو ہائے کی تو یہ فنکشن ہمارا ہے ہم میزبان ہیں ہم اپنے مہمانوں سے ہیلو ہائے نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟'' رائمہ کا پرسکون سا جواب ان سب کو چپ اور حسی کو اندر ہی اندر سرشار کر گیا تھا۔

''بھابھی؟'' ضیغم نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر کہا۔

''جی دیور جی؟'' وہ بھی اسی کے سے انداز میں بولی۔ حسی اپنی مسکراہٹ چھپا گیا تھا رائمہ سیر کو سوا سیر ثابت ہوئی تھی۔

''آپ رائمہ ہی ہیں نا؟'' علی نے تصدیق کے لیے پوچھا۔

''میں رائمہ حسن ہی ہوں۔'' اس کے مضبوط لہجے پہ وہ لوگ مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔

''ہم سوچ رہے تھے ہم پانچوں کو کنوارا چھوڑ کر اس کمینے نے خود شادی کر لی ہے ہم اس کی بیوی کو بھڑکا کر آگ بنا دیں گے وہ اسے چین نہیں لینے دے گی لیکن یہ کمینہ راتوں رات چال چل گیا ہے، اپنے قابو میں کر لیا ہے آپ کو۔'' علی آج پھر سر تھام کے بیٹھ گیا تھا اور وہ سب دل کھول کے ہنسے تھے اور ان کے ساتھ رائمہ بھی شریک تھی وہ کافی دیر ان لوگوں کے پاس کھڑے رہے اور رائمہ ان کی باتوں سے محظوظ ہوتی رہی وہ آج اپنی حدود ذات سے باہر نکل تو دنیا بڑی حسین لگی تھی۔

حدود ذات سے باہر نکل کر دیکھو

نہ کوئی غیر، نہ کوئی رقیب لگتا ہے

سعادی، رائمہ کو بیڈ روم میں چھوڑ کر چلی گئی تھی اور رائمہ دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی کمرے کے وسط میں آ کھڑی ہوئی تازہ پھول اب باسی ہو چکے تھے لیکن دم توڑنے سے پہلے بھی دلفریب مہک چھوڑ رہے تھے۔ ابھی بھی ان پھولوں کے لبوں پہ مسکان تھی کیونکہ وہ صرف مرجھائے تھے مجروح نہیں ہوئے تھے اگر مجروح ہوتے تو رو رہے ہوتے لیکن ان کی تازگی بتاتی تھی کہ وہ خوش تھے۔ رائمہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آئینے کے سامنے آ ٹھہری۔ آئینہ اس کی تعریف میں قصیدہ پڑھنا شروع ہو گیا وہ اپنے سجے سنورے سراپے کو دیکھ کر خود ہی جھینپ گئی تھی اور زیادہ دیر آئینے کے سامنے نہ ٹھہر پائی۔

اس نے اسی طرح لہنگے میں ملبوس پورا کمرہ گھوم پھر کے دیکھا تھا اور ایک بک ریک کے پاس تھم گئی چند ناول اور پوئٹری بکس کے علاوہ شیکسپئر کے ڈرامے بھی ترتیب سے سجے ہوئے تھے وہ باری باری دیکھتی رہی اور پھر اس کا ہاتھ موٹے سے فوٹو البم پہ جا رکا۔

''سویٹ میموریز'' البم پہ ٹائٹل لکھا تھا اور ساتھ ہی حسی کی بڑی سی تصویر بنی تھی۔ رائمہ البم لے کر بیڈ پہ آ گئی اس نے البم کھولا اور پھر دیکھتی چلی گئی۔ یونیورسٹی کے مختلف فنکشنز میں لی جانے والی تصویریں تھیں وہ سب دوست ہر تصویر میں ایک دوسرے کو چھیڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے کوئی رد

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

رہا تھا کوئی بھنگڑا ڈال رہا تھا۔ کسی کے منہ سے ٹوتھ پیسٹ کرتے ہوئے جھاگ ابل رہا تھا اور کوئی تھری پیس سوٹ میں ہینڈسم لک دے رہا تھا۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کے چہرے نظر آ رہے تھے ہر بلاک میں تصویریں بنوائی گئی تھیں یہ تصویریں پورے گجرات کی عکاسی کر رہی تھیں ہر جگہ کی تصویر تھی۔

''کیا دیکھ رہی ہو؟'' وہ قریب آ کر بولا، وہ کب اندر آیا تھا رائنہ کو پتا ہی نہ چلا تھا۔

''یادیں۔'' وہ تصویروں کو چھوتے ہوئے یوں مسکرائی جیسے تصور میں وہیں پہنچ گئی ہو۔

''یہ یادیں تو صرف ہماری ہیں، ہم دوستوں کی۔''

''لیکن انہی یادوں سے کہیں میں بھی جڑی ہوں۔''

''وہ کیسے؟'' حسن نے البم دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

''کیا یہ یاد کم ہے کہ ہم لوگ UOG میں ملے تھے، ہم یونیورسٹی فیلو تھے؟''

''ہونہہ اہر وقت لڑائی جھگڑا کرنے والے یونیورسٹی فیلو۔'' حسن کا لہجہ خفا خفا سا ہو رہا تھا۔ رائنہ البم سائیڈ پہ رکھ کے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

''لڑائی جھگڑے ختم بھی تو ہو سکتے ہیں۔'' وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور پھر دونوں ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

''ایم سوری حسن۔ ایم رئیلی سوری میں نے واقعی تمہاری بہت انسلٹ کی تھی، میں اپنے کیے پہ پشیمان ہوں، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا وہ تو تم تھے کہ تم نے معاف کر دیا اور اس بات کو بھول گے ورنہ کوئی اور ہوتا تو نجانے کیا کر ڈالتا؟ واقعی سچ کہتے ہیں عورت کو سوچ سمجھ کر مرد کو للکارنا چاہیے ورنہ سب کچھ تباہ بھی ہو سکتا ہے ہر مرد حسن نہیں ہوتا۔'' رائنہ دونوں ہاتھ باندھے اس سے معافی مانگ رہی تھی اب حسن ایسا بھی پتھر دل نہیں تھا کہ نگاہ چرا لیتا اس نے فراخ دلی سے اسے معاف کرتے ہوئے خود سے لگا لیا تھا۔ رائنہ اللہ کا شکر بجا لائی تھی کہ وہ کسی نقصان سے بچ گئی تھی۔

ان دونوں کی زندگی اب کسی بھی بدگمانی سے پاک ہو چکی تھی اب رائنہ کی سوچ بھی ویسی ہی تھی جیسی باقی سب کی۔ وہ حسن کے ساتھ بیٹھی نہ جانے کتنے پہر ''یادیں'' (البم) دیکھتی رہی اور وہ اک اک جگہ اک اک اسٹوڈنٹ اور دوست کے متعلق بتاتا رہا۔ رائنہ چار سال یونیورسٹی میں رہی مگر لوگوں کو اتنا نہ جان پائی جتنا اب جان رہی تھی، ہر تصویر کے ساتھ کوئی نہ کوئی کہانی وابستہ تھی حسن البم دیکھتے دیکھتے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''محترمہ تم آج بھی البم پہ ہی نظر گاڑو گی ہے نا......؟'' رائنہ یکدم اس کے انداز پہ ہنس پڑی۔

''لیکن آپ کو البم زیادہ پیارا ہے۔'' وہ خفگی سے بولی۔

''البم تو پیارا ہے لیکن تم تو اپنی جان ہو۔'' وہ اسے پرے کھسکتے دیکھ کر یکدم دبوچ چکا تھا اور رائنہ چوری پکڑے جانے پر کھلکھلا اٹھی تھی ان دونوں کی شرارت بھری ہنسی کی آواز بیڈ روم سے باہر بھی سنائی دے رہی تھی......!!

WWW.PAKSOCIETY.COM